الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 26 — جمعۃ المبارک 10/ مئی 2019ء — 04/ رمضان 1440 ہجری قمری ☆ 10/ ہجرت 1398 ہجری شمسی — شمارہ 19

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر سایۂ رحمت کرتا ہے اور تمہاری خطاؤں کو مٹاتا ہے اور اس مہینے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(الترغیب و الترھیب کتاب الصوم حدیث نمبر 1490 جلد 2 صفحہ 60)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 29/ اپریل تا 05/ مئی 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆... **29/ اپریل بروز سوموار:** حضورِ انور صبح ساڑھے گیارہ بجے کے قریب جامعہ احمدیہ یوکے، جرمنی اور کینیڈا کی تقریب تقسیم اسناد کو منور کرنے کی غرض سے جامعہ احمدیہ یوکے تشریف لے گئے۔ حضور انور نے فارغ التحصیل مربیان کو اسناد سے نوازا نیز شاملینِ تقریب سے انتہائی بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس کے بعد تینوں جامعات کے فارغ التحصیل مربیان کرام نیز طلبا، اساتذہ و کارکنان جامعہ یوکے نے اپنے پیارے امام کی معیت میں تصاویر اتروانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور نے نمازِ ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں حضور انور کی بابرکت معیت میں تمام حاضرین کے لیے ظہرانہ کا انتظام تھا۔ اس پروگرام کی تفصیلی رپورٹ قارئین الفضل انٹرنیشنل گزشتہ شمارہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

☆... **02/ مئی بروز جمعرات:** حضورِ انور نے مسجد مبارک اسلام آباد میں نمازِ عصر پڑھانے کے بعد ایک نکاح کی تقریب کو برکت بخشی۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) نے نکاح پڑھایا جبکہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور فریقین کو مبارکباد دی۔

☆... **03/ مئی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں اخلاص و وفا کے پیکر چند بدری اصحابِ ......باقی صفحہ نمبر 03 پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تہجد اور سحری کا طریق

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔ جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے یعنی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ تک اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ اکثر پڑھتے تھے۔ اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سُن سکتا تھا نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لیے لوگ عموماً سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ......باقی صفحہ نمبر 04 پر

اخلاص و وفا کے پیکر بعض بدری اصحابِ رسول ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا حسین تذکرہ

مکرم ملک محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ حاضر، مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم محمد صالح محمد صاحب معلّم وقفِ جدید اور مکرم موینیشیے جمعہ صاحب تنزانیہ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26/ اپریل 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ اپریل 2019ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم فیروز عالم صاحب کے حصہ میں آئی۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:

گزشتہ خطبے میں مَیں نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کے متعلق اس پر بات ختم کی تھی کہ آپؓ جنت البقیع میں مدفون ہونے والے پہلے شخص تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ورودِ مدینہ کے وقت وہاں یہود کے علاوہ عرب قبائل، قبا، بنوظفر، بنوسلمہ، بنوسعد سب کے الگ الگ قبرستان تھے۔ بقیع الغرقد سب سے پرانا قبرستان تھا۔ آپؐ نے اسے مسلمانوں کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ آج تک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

آپؐ نے قبرستان کی تلاش کے سلسلے میں کئی جگہوں کو ملاحظہ فرما کر، بقیع الغرقد کے متعلق فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ اس جگہ کو منتخب کروں۔ اس جگہ بے شمار غرقد کے درخت تھے۔ مچھر اور دیگر حشرات الارض کی بھرمار تھی۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی تدفین کے موقع پر آپؐ نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نشانی کے طور پر رکھ دیا اور فرمایا یہ ہمارے پیش رَو ہیں۔ آپؐ نے عثمانؓ کی وفات پر انہیں بوسہ دیا۔ آپؐ کے آنسو حضرت عثمانؓ کے رخسار پر بہ رہے تھے۔ اس جگہ کو جنت البقیع بھی کہتے ہیں۔

اس شمارہ میں:

☆... اجرِ روزہ (منظوم) (02) ☆... سیرت النبی ﷺ بیان فرمودہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (قسط نمبر 2) (03) ☆... تقاریب آمین (04) ☆... خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19/ اپریل 2019ء (05) ☆... خطبہ نکاح فرمودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (09) ☆... تعارف کتاب 'بہار کے اصحاب احمد' (10) ☆... سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (قسط اوّل) (11) ☆... نماز جنازہ حاضر و غائب (12) ☆... مسائل رمضان المبارک از ارشادات امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (13) ☆... رپورٹ جلسہ سالانہ برکینا فاسو (14) ☆... امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ (15) ☆... احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ (قسط نمبر 2) (17) ☆... رپورٹ جلسہ سالانہ مالٹا (19) ☆... رپورٹ اجتماع وقفِ نَو جماعت احمدیہ جرمنی (21) ☆... الفضل ڈائجسٹ (22) ☆... شیڈول ایم ٹی اے (23) ☆... ترجمہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر اجتماع واقفاتِ نَو یوکے (24)

@alfazlintl

نائب مدیر: فرخ راحیل　مینیجر: طاہر مہدی امتیاز احمد　www.alfazl.org　مضامین و آراء کے لیے: info@alfazlintl.org　خریداری و اشتہارات کے لیے: manager@alfazlintl.org　22 Deer Park Road SW19 3TL London UK

حضرت سالم بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہوتا تو آپ فرماتے اس کو ہمارے گئے ہوئے بندوں کے پاس بھیج دو عثمان بن مظعونؓ میری امت کا کیا ہی اچھا پیش رَو ہے۔ آپ نے عثمان بن مظعونؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں۔حضور انور نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحقیق کے حوالے سے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات اور سیرت کی بعض تفصیلات بیان فرمائیں۔ آپ کبھی کبھی جنت البقیع میں جاکر ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات پر ان کی اہلیہ نے مرثیہ بھی لکھا تھا۔

حضرت اُمِّ علاء، انصاری خاتون تھیں۔ہجرتِ مدینہ کے بعد حضرت عثمانؓ کی رہائش کا قرعہ انہی کے نام نکلا تھا۔ اُن کی وفات پر اُمِّ علاء نے شہادت دی کہ اللہ نے ضرور آپؓ کو عزت بخشی۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا کہ جہاں تک عثمانؓ کا تعلق ہے میں ان کے متعلق بہتری کی امید کرتا ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ عثمانؓ کے ساتھ کیا ہوگا۔حضورِ انور نے مسند احمد بن حنبل کی دو روایات سے اُمِّ علاء کے اس واقعے کی مزید تفصیلات بیان کیں اور فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ کی تربیت کا ایک طریق تھا کہ یونہی اتنے وثوق سے اللہ تعالیٰ کی بخشش کے متعلق شہادت نہ دیا کرو۔

اگلے بدری صحابی جن کی سیرت حضورِ انور نے بیان فرمائی حضرت وہب بن سعد تھے۔ یہ قبیلہ بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے، ان کی والدہ کا نام مہانہ بنت جابر تھا۔حضرت وہب، ارتداد اختیار کرلینے والے کاتب وحی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بھائی تھے۔حضورِ انور نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے عبداللہ کے ارتداد کی تفصیل بیان فرمائی کہ ایک دن آپ سورۃ المومنون کی آیت 15،14 لکھوا رہے تھے جب ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تک پہنچے تو عبداللہ کے منہ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کے الفاظ نکلے۔ آپ نے فرمایا یہی وحی ہے اس کو لکھ لو عبداللہ کو اس واقعے سے ٹھوکر لگی اور وہ مرتد ہوگیا۔ فتحِ مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے بعض لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ فتنہ وفساد بھڑکانے کے سبب، عبداللہ کا نام بھی ان افراد میں شامل تھا۔ یہ تین چار دن چھپا رہا اور پھر حضرت عثمانؓ کی سفارش پر آپ نے اس کی بیعت قبول کرلی۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے وہبؓ اور سوید بن عمروؓ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ وہبؓ غزوہ بدر، احد، خندق اور حدیبیہ وخیبر میں شریک ہوئے۔ آپؓ جنگِ موتہ میں 40 برس کی عمر میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کے شہیدوں کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوگئے، پھر جعفرؓ نے اسے پکڑا اور وہ بھی شہید ہوگئے، پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا پکڑا اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ یہ خبر دیتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پھر جھنڈا خالدؓ بن ولید نے بغیر سردار ہونے کے پکڑا اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔

صحابہ کرام کے اس ذکر کے بعد حضورِ انور نے چار مرحومین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ جن میں پہلا جنازہ حاضر مکرم ملک محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ کا تھا۔ ان کی وفات 25/اپریل کو مانچسٹر میں ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ملکوال ضلع گجرات میں 1947ء میں پیدا ہوئے۔ 1961ء میں بیعت کی توفیق ملی اور 1962ء میں زندگی وقف کردی۔ آپ نے بی اے کے بعد عربی فاضل اور شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان کے علاوہ گیمبیا، نائیجیریا اور یوکے میں آپ کا عرصہ خدمت 48 سال بنتا ہے۔ یوکے میں آکسفورڈ، مانچسٹر، گلاسگو، کارڈف کی جماعتوں میں تیس سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ کئی سال نائب افسر جلسہ گاہ بھی رہے۔مرحوم نے مانچسٹر تعیناتی کے دوران مسجد دارالامان کی تعمیر کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے میں بہت فعال کردار ادا کیا۔

دوسرا جنازہ چوہدری عبدالشکور صاحب مبلغ سلسلہ کا تھا۔ آپ 12/اپریل کو وفات پاگئے۔مرحوم 1935ء میں پیدا ہوئے۔ 1956ء میں زندگی وقف کی۔ 1963ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔آپ کو سیرالیون، گھانا، گیمبیا وغیرہ میں خدمت کی توفیق ملی۔مزید برآں نائب وکیل التبشیر، نائب وکیل المال ثالث، سیکرٹری کمیٹی آبادی، نائب وکیل المال ثانی کے طور پر خدمت انجام دیتے رہے۔

تیسرا جنازہ مکرم محمد صالح محمد صاحب معلّم وقفِ جدید کا تھا۔ آپ 12/اپریل کو وفات پاگئے۔ اِن کے پڑنانا ملک اللہ بخش صاحب نے کسوف وخسوف کا نشان دیکھ کر لودھراں سے پیدل قادیان جاکر حضورؑ کی بیعت کی۔ 1959ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ان کے بیٹے جو خود مربی سلسلہ ہیں کہتے ہیں کہ ہماری والدہ بیان کرتی ہیں کہ نگر پارکر میں جس سینٹر میں ہم تھے۔ وہاں معلّم ہاؤس لمبے عرصے سے بند پڑا تھا۔ گھر گر چکا تھا۔ تو ہم دونوں میاں بیوی دن کے وقت بہت دُور سے پانی اور مٹی لے کر آتے اور رات میں کچی اینٹیں بناتے۔ جب اینٹیں بن گئیں تو از خود کچا مکان تیار کرلیا۔حضور انور نے فرمایا کہ سندھ میں ابتدائی معلّمین نے بڑی قربانی کر کے وہاں گزارہ کیا ہے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے بیٹے مبارک احمد منیر صاحب برکینا فاسو میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

چوتھا جنازہ مکرم موسیشیے جمعہ صاحب تنزانیہ کا تھا۔ آپ 13/مارچ کو وفات پاگئے۔ 1933ء یا 1934ء میں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ 1967ء میں جماعت میں شامل ہوئے۔ جماعت میں شامل ہونے کے بعد سے وفات تک ان کے ہر عمل سے یہی ثابت ہوتا کہ خلافت کے انتہائی شیدائی ہیں۔ آپ کے بیٹے شمعون جمعہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ تنزانیہ لکھتے ہیں کہ ہم تین بھائی جامعہ میں مبشر کا کورس کر رہے تھے، چھٹیوں میں ہم نے مشورہ کیا کہ ایک بھائی جامعہ کی پڑھائی چھوڑ کر والدین کا ہاتھ بٹائے۔ یہ خبر جب موسیشیے جمعہ صاحب کو ہوئی تو انہوں نے بڑے جلال سے کہا کہ اللہ پر توکّل رکھو اور جامعہ کی پڑھائی جاری رکھو۔ جماعت کی خدمت کی ایک روح اپنے تینوں بچوں میں پھونکی۔

اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے اور ان کی نسل کو بھی سچا خادمِ دین اور خادمِ اسلام بنائے۔ آمین

☆...☆...☆

اجرِ روزہ

ہے جذب جس میں نورِ حق — وہ روح روزہ دار کی
کیا اجر روزہ دار کا؟ — ہاں ہاں رَضا دلدار کی!
مالک بنے جب اجر خُود — اُس کی بہا کی بات کیا!
اِس سے بڑی خوش قسمتی — کیا ہو گی روزہ دار کی!
روزے سے کیا کچھ نہ ملا — جس کا خدا ہے خود صلہ
اِس سے بڑی جود و سخا — بتلا ہے کس سرکار کی؟
جب ہے یہ بدلہ بے بدل — کیوں نہ کھلے دل کا کنول

تسکین دل ہے صوم میں — کچھ اضطرابِ عشق بھی
کچھ داغ لالہ زار کے — خوشبو ہے کچھ گلزار کی
آ دیکھ قسمت جاگتی! — ہر ایک روزہ دار کی
ہیں چننے والے چُن رہے — بھر بھر کے اپنی جھولیاں
بخشش ذرا آ دیکھ تو! — اِس ابر گوہر بار کی
اِس میں ہے آتی لَیل وہ — افضل جو دہ صد ماہ سے
جس میں برستی ہیں سدا — ہاں بارشیں انوار کی
مانگو جو تُم نے مانگنا — اعلان ہے سرکار کا
گھنٹی ہے بجتی ہر سحر — اللہ کے دربار کی
ہر سو ہے منظر پُر فضا — ہے کیف سا چھایا ہوا

جنت کے در ہیں کھل گئے — دوزخ ہر در بند ہے
شیطان ہے جکڑا گیا — اور اپنے ہی گھر بند ہے
ہاتھوں میں اس کے ہتھکڑی — پاؤں میں اس کے بیڑیاں
اُس کا گلا گھونٹا گیا — اِخراج ہر شر بند ہے
کیوں نہ بدی مفقود ہو — جب نورِ حق مشہود ہو

وہ گھر بہ گھر کی رونقیں — شام و سحر کی رونقیں
وہ قریہ قریہ روشنی — ہر ہر نگر کی رونقیں
وہ صوم کی تیاریاں — کاذب سحر کی رونقیں
قرآن کا وہ درس کیا؟ — جذب و اثر کی رونقیں
لب پر دعا کا سلسلہ — وہ چشمِ تر کی رونقیں
روزوں میں ہے ایسا سماں — گویا ہے اک تازہ جہاں

عبدالسلام اسلام

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 2

باب دوم

عادات:

آپ ﷺ کا حُلیہ، لباس اور کھانے پینے کا طریقہ لکھنے کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اب کچھ آپؐ کی بعض عادات پر بھی لکھا جاوے۔ ہر انسان کچھ نہ کچھ عادات کے ماتحت کام کرتا ہے۔ ہاں بعض تو نیک عادات کے عادی ہوتے ہیں اور بعض بد کے۔ شریر اپنی شرارت کی عادتوں میں مبتلا ہوتا ہے تو شریف نیک عادات کا عادی۔

ہمارے آنحضرت ﷺ کی ایک دو عادات جو میں اس جگہ بیان کرتا ہوں ان سے معلوم ہوگا کہ آپؐ کس قدر یُمن ونیکی کی طرف متوجہ تھے اور کس طرح ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار فرماتے تھے۔

ہنسی کا طریق:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے انسان کامل بنایا تھا۔ تمام نیک جذبات آپؐ میں پائے جاتے تھے اور ہر خوبی کو اپنے موقع اور محل پر استعمال فرماتے اور ایسا طریق اختیار کرتے جس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خلق ضائع نہ ہوجائے۔ بعض بناوٹی صوفیاء کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ ایسے تکلفات اور مشقوں میں اپنے آپ کو ڈال لیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے انہیں کئی پاک جذبات اور کئی طیبات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ بعض کھانے میں خاک ملا لیتے ہیں۔ بعض گندی ہوجانے اور سڑ جانے کے بعد غذا استعمال کرتے ہیں۔ بعض سارا دن سر ڈالے بیٹھے رہتے ہیں اور ایسی شکل بناتے ہیں کہ گویا کسی ماتم کی خبر سن کر بیٹھے ہیں اور ہنسنا تو درکنار بشاشت کا اظہار بھی حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا سردار ﷺ جسے خدا نے انسانوں کا رہنما بنایا تھا وہ ایسا کامل تھا کہ کسی پاک جذبہ کو ضائع ہونے نہ دیتا۔ ہنسی کے موقع پر ہنستا۔ رونے کے موقع پر روتا، خاموشی کے موقع پر خاموش رہتا اور بولنے کے موقع پر بولتا، غرض کوئی صفت اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی کہ جسے اس نے ضائع ہونے دیا ہو اور اپنے عمل سے اس نے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کی خدائی کو مٹانے نہیں بلکہ قائم کرنے آیا ہے اور یہی اس کی ادا ہے جو ہر طبیعت اور مذاق کے آدمی کو موہ لیتی ہے اور کچھ ایسی کشش رکھتی ہے کہ بے اختیار دل اس پر قربان ہوتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ ہنستے تھے لیکن اعتدال سے اور ہنسی کے وقت آپؐ کی طبیعت پر سے قابو نہ اٹھتا بلکہ ہنسی طبعی حالت پر رہتی چنانچہ فرماتی ہیں کہ مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ (کتاب الادب باب التبسم والضحک) یعنی میں نے رسول ﷺ کو اس طرح گلا پھاڑ کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگ جائے بلکہ آپؐ صرف تبسم فرماتے تھے یعنی آپؐ کی ہنسی ہمیشہ ایسی ہوتی تھی کہ منہ نہ کھلتا تھا اور آپؐ افراط و تفریط دونوں سے محفوظ تھے۔ نہ تو ہنسی سے بکلی اجتناب تھا اور نہ قہقہہ مار کر ہنستے کہ جس میں کئی قسم کے نقص ہیں۔ آجکل تو میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان امراء میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ وہ اس زور سے قہقہہ مارتے ہیں کہ دوسرا سمجھے کہ شاید چھت اڑ جائے گی اور اس طرح وہ آجکل کے پیرزادوں کی ضد ہیں۔

دائیں جانب کا لحاظ:

آنحضرت ﷺ (فداہ نفسی) کی یہ بھی عادت تھی کہ آپؐ ہمیشہ دائیں طرف کا لحاظ رکھتے۔ کھانا کھاتے تو دائیں ہاتھ سے۔ لباس پہنتے تو پہلے دایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں ڈالتے۔ جوتی پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں پہنتے۔ غسل میں پانی ڈالتے تو پہلے دائیں جانب۔ غرض کہ ہر ایک کام میں دائیں جانب کو پسند فرماتے۔ حتّٰی کہ جب آپؐ کوئی چیز مجلس میں بانٹنی چاہتے تو پہلے دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ اور اگر اس قدر ہوتی کہ صرف ایک آدمی کی کفایت کرتی تو اسے دیتے جو دائیں جانب بیٹھا ہوتا۔ اور اس بات کا اتنا لحاظ تھا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حَلَبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃً دَاجِنٍ فِیْ دَارِیْ وَ شِیْبَ لَبَنُھَا بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِیْ فِیْ دَارِیْ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْہُ حَتّٰی اِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِیْہِ وَعَلٰی یَسَارِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ اَنْ یُّعْطِیَہُ الْاَعْرَابِیَّ اَعْطِ اَبَا بَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عِنْدَکَ فَاَعْطَاہُ الْاَعْرَابِیَّ الَّذِیْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ (تجرید بخاری باب فی الشرب) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری کا جو گھر میں رہتی تھی دودھ دوہا اور اس کے بعد دودھ میں اس کنویں سے پانی ملایا جو میرے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو وہ پیالہ دیا گیا۔ اس وقت آپؐ کے بائیں جانب حضرت ابوبکرؓ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا آپؐ نے اس میں سے کچھ پیا۔ پھر جب پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضرت عمرؓ نے اس خوف سے کہ کہیں اس اعرابی کو جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا نہ دے دیں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ابوبکرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہیں انہیں دے دیجیے گا۔ لیکن آپؐ نے اس اعرابی کو جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا وہ پیالہ دیا اور فرمایا کہ دایاں دایاں ہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ دائیں جانب کا کتنا لحاظ رکھتے تھے جو آپؐ کی پاک فطرت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی میں دائیں کو بائیں پر ترجیح دینا رکھا ہے اور اکثر ممالک کے باشندے باوجود آپس میں کوئی تعلق نہ رکھنے کے اس معاملہ میں متحد ہیں اور دائیں کو بائیں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی فطرت نہایت پاک تھی اس لیے آپؐ نے اس بات کی بہت احتیاط رکھی۔ ایک اور حدیث بھی آپؐ کی اس عادت پر روشنی ڈالتی ہے۔ سہل ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْہُ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْیَاخُ عَنْ یَسَارِہٖ فَقَالَ یَا غُلَامُ اَتَأْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَہُ الْاَشْیَاخَ قَالَ مَاکُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلِیْ مِنْکَ اَحَدًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ۔ (بخاری کتاب المساقاۃ باب فی الشرب) آنحضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں سے آپؐ نے کچھ پیا۔ اس وقت آپؐ کے دائیں جانب ایک نوجوان بیٹھا تھا جو سب حاضرین مجلس میں سے صغیر السن تھا اور آپؐ کے بائیں طرف بوڑھے سردار بیٹھے تھے۔ پس آپؐ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! میں آپؐ کے تبرک کے معاملہ میں کسی اور کے لیے اپنا حق نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر آپؐ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ دائیں طرف کا ایسا لحاظ رکھتے کہ بائیں طرف کے بوڑھوں کو پیالہ دینے کے لیے آپؐ نے اول اس نوجوان سے اجازت طلب فرمائی اور اس کے انکار پر اس کے حق کو تسلیم کیا۔

ہر معاملہ میں خدا کا ذکر لاتے:

آپؐ کو خدا تعالیٰ سے کچھ ایسی محبت اور پیار تھا کہ کوئی معاملہ ہو اس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ضرور کرتے۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، غرض کہ ہر موقع پر خدا کا نام ضرور لیتے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر کیا جائے گا۔ یہاں صرف اس قدر لکھنا ہے کہ یہ بات بھی آپؐ کی عادات میں داخل تھی کہ سونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو ملا کر دعا فرماتے پھر سب بدن پر ہاتھ پھیر لیتے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْھِمَا فَقَرَأَ فِیْھِمَا قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا مَااسْتَطَاعَ مِنْ جسدہ یبدأُ بِھِمَا عَلٰی رَأْسِہٖ وَوَجْھِہٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ یفعلُ ذٰلک ثلاثَ مَرَّاتٍ (بخاری کتاب التفسیر باب فضل المعوّذات) یعنی آپؐ ہر شب جب اپنے بستر پر جاتے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملاتے پھر ان میں پھونکتے اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہوسکتا اپنے بدن پر ہاتھ ملتے اور ابتدا سر اور منہ اور جسم کے اگلے حصہ سے فرماتے اور تین دفعہ ایسا ہی کرتے۔ ذرا ان تین سورتوں کو باترجمہ پڑھو اور پھر سوچو کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور غنیٰ پر کتنا ایمان تھا۔ کس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے بغیر اپنی زندگی خطرہ میں سمجھتے تھے۔

.................................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

بقیہ: مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ...از صفحہ نمبر 1

...از صفحہ نمبر 1

رسول ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ فرمایا۔ نیز صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترمہ مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب مرحوم) کا ذکر خیر فرمایا اور انکی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کے استفادہ کے لیے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ و خطابات کا باقاعدگی کے ساتھ اردو کے علاوہ سات زبانوں میں رواں ترجمہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔ ان زبانوں میں عربی، انگریزی، بنگلہ، جرمن، فرنچ، سواحیلی اور انڈونیشین شامل ہیں۔ جبکہ ایم ٹی اے افریقہ پر الگ سے انگریزی کے افریقی لہجہ (accent) میں بھی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے۔

☆... حضورِ انور نے نمازِ عصر سے قبل مسجد مبارک اسلام آباد کے باہر تشریف لا کر مکرمہ احمدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب۔ کرائڈن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 9/ نماز جنازہ غائب بھی پڑھائے۔

☆... **04/ مئی بروز ہفتہ:** آج دیگر دفتری ملاقاتوں کے علاوہ فارغ التحصیل مبلغین کرام کینیڈا 2018ء نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

☆... حضورِ انور نے مسجد مبارک اسلام آباد میں نمازِ عصر پڑھانے کے بعد درج ذیل 3 نکاحوں کا اعلان فرمایا اور ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی۔ نیز فریقین کو شرف مصافحہ بخشا اور مبارکباد دی۔

☆... عزیزہ لبینہ ندرت بنت مکرم حمید احمد بھٹی صاحب (ربوہ) ہمراہ مکرم وجاہت احمد صاحب (متعلم درجہ شاہد۔ جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم حفاظت احمد صاحب۔

☆... عزیزہ نائلہ صنوبر منان بنت مکرم میاں مقصود منان صاحب (کارکن MTA۔ یوکے) ہمراہ مکرم عمر محمد رزاق صاحب ابن مکرم میاں ظفر احمد رزاق صاحب (امریکہ)

☆... عزیزہ نائلہ فرحت بنت مکرم فرحت اللہ ضیاء صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم محمد احمد شاہد صاحب (یوکے) ابن مکرم شاہد عمر ناصر صاحب (ناروے)

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے چار روز دفتری جبکہ پانچ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، مربیانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس عرصہ کے دوران 112/ فیملیز اور 63/ احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 16/ ممالک سے تھا جن میں امریکہ، کینیڈا، جاپان، جرمنی، ہالینڈ، سویڈن، ناروے، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ، بیلجیئم، آئرلینڈ، انڈونیشیا، انڈیا، پاکستان، یوکے اور ایک عرب ملک شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆...☆...☆

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
مسجد فضل لندن میں تقاریب آمین میں بابرکت شرکت

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن تحریر کرتے ہیں کہ مارچ 2019ء کا مہینہ برطانیہ کے بچوں کے لئے خوشی و مسرت کی نوید لے کر آیا۔ جن بچوں اور بچیوں نے گزشتہ سال کے دوران قرآنِ مجید مکمل پڑھ لینے کی توفیق پائی ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم کی ایک آیت یا آیت کا ایک حصہ باآواز بلند پڑھیں۔ اس سادہ اور پر وقار تقریب میں شمولیت کی خاطر ملک کے مختلف علاقوں سے احمدی بچے اور بچیاں اپنے والدین کے ساتھ تشریف لائے۔ 17، 24، 30 اور 31 مارچ کو یہ چار تقاریب مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئیں۔ بچوں اور بچیوں نے ایک انتظام کے مطابق باری باری آکر قرآن مجید کا ایک حصہ سنایا اور ہر ایک نے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اجتماعی دعا میں شرکت کی۔ بچوں کے والدین کے علاوہ باقی حاضر احباب اور خواتین نے بھی اپنی اپنی جگہ دعا میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ آمین کی ان چار تقاریب میں شامل ہونے کی سعادت پانے والے 108 بچوں اور بچیوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

وہ خوش نصیب بچے جن کی آمین 17/مارچ 2019ء کو ہوئی

بچیاں

شائستہ احمد	South Cheam
عیشہ طاہر	Morden
کاشفہ میر	Croydon
انیلہ بٹ	South Cheam
زاوہ مدثر	West Croydon
شافیہ طارق	Reading
فرحانہ عظیم	Birmingham
بارعہ نفیس	Mosque West
علینہ بٹ	Bolton
نبیحہ شیخ سمیع	Richmond Park
علیزہ اعجاز	Cheam
نتالیہ عائلہ	Morden Park
تاشفہ ارشد	Croydon
علیحہ نور	Roehampton
کشف ایمان اکبر	Raynes Park

بچے

لبیب احمد بھٹی	Wandsworth Town
رضوان احمد خالد	Roehampton
رمیز راشد	Carshalton
اصفحان احمد	Cheam
کامران ارشد	Croydon
مائز قمر	Inner Park
میر عارفین	Farnham
رحمان ارشد	Putney
تاشف جبریل	Manchester
لطف الرحمان	Tolworth
طلحہ شریف	New Malden
حماد احمد	Bolton
خواجہ حارث بٹ	Bolton
مسرور احمد	Cheam
کامران احمد خرم	Tooting

وہ خوش نصیب بچے جن کی آمین 24/مارچ 2019ء کو ہوئی

بچیاں

علیزہ جنجوعہ	Manchester
ماہین خان	Manchester
سائرہ احمد	Bolton
تحمیدہ رحمان	North Yorkshire
بریرہ رحمان	North Yorkshire
فاریہ عظیم	Battersea
عیشال ناصر	Manchester
باسمہ ظہیر	Hartlepool
شافیہ الماس	Birmingham
فرحین محمود	Wimbledon
مہرین مبشر	Birmingham
عطیۃ الصبور حئ	Worcester Park
ثمرین بابر	Sutton
علیزے احمد	Walton on thames
حدیقہ عمران خان	London

بچے

میکائیل صفی	Milton Keynes
عبد الرحمان جنجوعہ	Manchester
جاذب احمد	Islamabad
بخاور حیات	West Ham South
اویس احمد شامر	Birmingham
اشام احمد خان	Battersea
عطاء المقیت بھٹی	Guildford
شازل احمد	Leeds
ماہر بٹ	Roehampton
ارمان احمد	Glasgow
یاسر احمد	Glasgow
رمیز احمد	Mitcham
تانیس احمد محمد	Wimbledon
محمد احمد باجوہ	Roehampton
وجیہ الرحمان	Mosque West
سفیر احمد	Hartlepool

وہ خوش نصیب بچے جن کی آمین 30/مارچ 2019ء کو ہوئی

بچیاں

ایمان کاہلوں	Mitcham
عائشہ خلود	Birmingham
سائرہ احمد	Bolton
کرن رانا	Kingston
ملیحہ ناصر	Nottingham
زویا واصف	Winterfold Close (London)
قدسیہ طیب	Birmingham
نجمہ طیب	Birmingham
عائشہ باجوہ	Walton-on-Thames
مایشہ روحی احمد	Peckham
ساریہ داؤد	London
علیشہ رانا	Farnham
یسریٰ مظفر	West Molesey
ہانیہ امۃ الکافی	Birmingham

بچے

غالب احمد	Battersea
لطفان زبیر	Raynes Park
فارس احمد منیر	Highwycombe
ماحد احمد میر	Bradford
سیماب رشید	Putney
دانش احمد	London
کظیم احمد	New Castle
غالب احمد	Sutton
محمد قاسم حسیین	Stevenage
مودود احمد	Croydon
ہاشم کاہلوں	Mitcham
سدید احمد	Battersea
ارسلان احمد	London
توصیف احمد	Balham

وہ خوش نصیب بچے جن کی آمین 31/مارچ 2019ء کو ہوئی

بچیاں

گیتی آرا	London
فضا احمد	Liverpool
صبیحہ رزاق	Richmond
سوہا کاشف رؤف	Wimbledon
صباء نور	Roehampton
سبیکہ صادق	Wimbledon
فریحہ ہارون	New Malden
صلہ احمد	Tooting
سبیکہ ندیم	Kingston
آئیزہ ندیم	Kingston
عطیۃ الہادی	Birmingham
بارعہ اویس	Leeds
مشائم گورایا	Glasgow

بچے

ولید احمد	Richmond
صفوان احمد نواز	London
نویان منیف	Bolton
وارث احمد	Morden
ایان بیگ	Tooting
تمثیل احمد	Aldershot

☆...☆...☆

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کا تہجد اور سحری کا طریق...از صفحہ نمبر 1

ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لیے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملہ میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح کی سفیدی ظاہر ہو جاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو۔ کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی ہے اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 295، 296)

خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی، نہیں بھی رکھتا۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! تو اللہ سے ڈر۔ تجھ پر تیری بیوی کا حق ہے، تیرے مہمان کا حق ہے اور خود تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس کبھی کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی نہ رکھو۔ نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو

ابو بکرؓ اگر بے نفس تھا تو اس نے ایسے لالچی کو کیوں مانا اور اگر وہ واقعی میں بے نفس تھا تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا آقا بھی بے نفس تھا۔ یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے جس کو ردّ کرنا آسان نہیں

رعب اور دبدبہ تین چیزوں سے ہی ہوتا ہے یا تو ایمان سے ہوتا ہے یا علم سے ہوتا ہے یا روپے سے ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے تینوں چیزیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی پیدا کر دیں

حضرت عثمان بن مظعونؓ کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت تھا جب میرے دل میں ایمان نے اپنی جگہ پکی کر لی اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی

(مسلمان) ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور اس دیوار کے پیچھے یہ آنا نہیں چاہتے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس دروازے کو بند کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے قائم فرمائی ہے۔ اس لیے یہ فتنے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی محفوظ رکھے کہ ہم احمدی اس ڈھال کے پیچھے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں مہیا فرمائی ہے اور اس دیوار کے پیچھے رہیں۔

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19؍ اپریل 2019ء بمطابق 19؍ شہادت 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج جن بدری صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت عثمان بن مظعونؓ۔ ان کی کنیت ابو سائب تھی۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام سُخَیْلَہ بنت عَنْبَس تھا۔ حضرت عثمانؓ اور آپؓ کے بھائی حضرت قُدَامَہؓ حلیے میں باہم مشابہت رکھتے تھے۔ آپؓ کا تعلق قریش مکہ کے خاندان بَنُو جُمَح سے تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 305-306 ''عثمان بن مظعون''۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عثمان بن مظعونؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ وہاں سے عثمان بن مظعونؓ کا گزر ہوا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکرائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم بیٹھو گے نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ آپؐ کے سامنے آ کے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بات کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں اوپر کو اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحے کے لیے آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی نگاہیں نیچی کرنے لگے یہاں تک کہ آپؐ نے زمین پر اپنے دائیں طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے عثمان سے منہ پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور اپنا سر جھکا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران میں اپنے سر کو یوں ہلاتے رہے گویا کسی بات کو سمجھ رہے ہیں۔ عثمان بن مظعونؓ پاس بیٹھے ہوئے تھے، یہ سب دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کام سے فارغ ہوئے یا جو بھی اس وقت صورت حال تھی اس سے فارغ ہوئے اور جو کچھ آپؐ سے کہا جا رہا تھا، جو بظاہر لگ رہا تھا کہ کچھ کہا جا رہا ہے، حضرت عثمانؓ کو تو نہیں پتا تھا لیکن بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا تھا وہ آپؐ نے سمجھ لیا تو پھر آپؐ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں جیسے پہلی مرتبہ ہوا تھا۔ آپؐ کی نگاہیں کسی چیز کا پیچھا کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ چیز آسمان میں غائب ہو گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی طرح عثمان بن مظعونؓ کی طرف متوجہ ہوئے تو عثمانؓ کہنے لگے کہ میں کس مقصد کی خاطر آپؐ کے پاس آؤں اور بیٹھوں؟ حضرت عثمانؓ نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ آج آپؐ نے جو کچھ کیا ہے اس سے پہلے میں نے آپؐ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے مجھے کیا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ عثمان بن مظعونؓ کہنے لگے کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ پھر آپؐ نے دائیں جانب اپنی نظریں جما دیں۔ آپؐ مجھے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آپؐ نے اپنا سر ہلانا شروع کر دیا گویا جو کچھ آپؐ سے کہا جا رہا ہے اسے آپؐ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا محسوس کیا ہے؟ عثمان بن مظعونؓ کہنے لگے۔ جی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ابھی میرے پاس اللہ کا قاصد آیا تھا، پیغام لے کے آیا تھا جب تم میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ عثمان بن مظعونؓ نے کہا کہ اللہ کا قاصد؟ سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ عثمانؓ نے پوچھا پھر اس نے کیا کہا؟ آپؐ نے فرمایا اس نے کہا یہ تھا کہ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ یعنی یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقربا پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔ عثمان بن مظعونؓ کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت تھا جب میرے دل میں ایمان نے اپنی جگہ پکّی کر لی اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 807 مسند عبد اللہ بن عباس حدیث نمبر 2921 عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوّت کے بعد ابتدائی دَور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک قریب زمانہ میں یعنی اس زمانے کے ابتدا میں طلحہؓ اور زبیرؓ اور عمرؓ اور حمزہؓ اور عثمان بن مظعونؓ اس قسم کے ساتھی آپؐ کو مل گئے جن میں سے ہر شخص آپؐ کا فدائی تھا۔ ہر شخص آپؐ کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے کے لیے تیار تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرہ سال تک مصائب بھی آئے، مشکلات بھی آئیں، تکالیف بھی آپؐ کو برداشت کرنی پڑیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان تھا کہ ان مکہ والوں میں سے عقل والے، سمجھ والے، رتبے والے، تقویٰ والے، طہارت والے مجھے مان چکے ہیں اور اب مسلمان ایک طاقت سمجھے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا کہ نعوذ باللہ وہ پاگل ہیں تو اس کے دوسرے ساتھی ہی اسے کہتے کہ اگر وہ پاگل ہے تو فلاں شخص جو بڑا سمجھ دار اور عقل مند ہے اسے کیوں مانتا ہے۔ یہ ایک ایسا جواب تھا جس کے جواب میں کوئی شخص بولنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

یورپین مصنف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے تمام زورِ بیان صرف کر دیتے ہیں، بہت خلاف بولتے ہیں اور بسا اوقات آپؐ پر گند اچھالنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اب بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ مگر جہاں ابوبکرؓ کا نام آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ بڑا بے نفس تھا۔ اس پر بعض دوسرے یورپین مصنف لکھتے ہیں کہ جس شخص کو ابوبکرؓ نے مان لیا وہ جھوٹا کس طرح ہو گیا؟ اگر تم ابوبکرؓ کی تعریف کر رہے ہو تو جس کو ابوبکرؓ نے مانا وہ بھی یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ اگر وہ بے نفس تھا، ابوبکرؓ اگر بے نفس تھا تو اس نے ایسے لالچی کو کیوں مانا اور اگر وہ واقعی میں بے نفس تھا تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا آقا بھی بے نفس تھا۔ یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے جس کو ردّ کرنا آسان نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی پھر اس کو اس سے جوڑا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق بھی ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ آپؑ کو جاہل کہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو ردّ کرنے کے لیے ایسے سامان کر دیے کہ حضرت خلیفہ اولؓ شروع میں ہی آپؑ پر ایمان لے آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی دعویٰ سے پہلے آپؑ کی تعریف کرنے والے تھے۔ پھر جب آپؑ نے دنیا میں اپنی ماموریت کا اعلان کیا تو اس کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ نے ایسی کھڑی کر دی جو فوراً آپ پر ایمان لے آئی۔ یہ تعلیم یافتہ لوگ علماء میں سے بھی تھے، امراء میں سے بھی تھے، انگریزی دان طبقے میں سے بھی تھے۔ تو آپؓ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ رعب اور دبدبہ تین چیزوں سے ہی ہوتا ہے یا تو ایمان سے ہوتا ہے یا علم سے ہوتا ہے یا روپے سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں چیزیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی پیدا کر دیں۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 139-140)

اور آپؑ کو بھی ایسے ساتھی شروع میں مہیا کر دیے جن کی دوسری دنیا تعریف کرتی تھی بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حکمت کا لوہا آج تک مانا جاتا ہے۔ غیر احمدی حکماء بھی آپؓ کے نسخے استعمال کرتے ہیں اور اس بارے میں لکھتے ہیں تو بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ایسے لوگ اس وقت عطا ہوئے جو ہر طبقے کے لوگ تھے اور بڑے بڑے خاندانوں کے لوگ تھے۔

ایک اور جگہ کفار مکہ کی حسرتوں اور حسد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے سامان پیدا کیے کہ کفار کے دل ہر وقت جل کر خاکستر ہوتے رہتے تھے اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس آگ کو بجھانے کا ہم کیا انتظام کریں۔ کوئی بڑا خاندان ایسا نہیں تھا جس کے افراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نہ آ چکے ہوں۔ حضرت زبیرؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت طلحہؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ اسی طرح حضرت عمروؓ بن العاص اور خالدؓ بن ولید‘‘ (جو بعد میں مسلمان ہوئے) ’’مکہ کے چوٹی کے خاندانوں میں سے تھے۔ عاص مخالف تھے مگر‘‘ (یعنی عمرو کے والد) ’’عمروؓ مسلمان ہو گئے۔ ولید مخالف تھے مگر خالدؓ مسلمان ہو گئے۔‘‘ آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’غرض ہزاروں لوگ ایسے تھے جو اسلام کے شدید دشمن تھے مگر ان کی اولادوں نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور میدانِ جنگ میں اپنے باپوں اور رشتہ داروں کے خلاف تلواریں چلائیں۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 588)

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی ہجرتِ حبشہ اور وہاں سے مکہ واپسی کا بھی ذکر آتا ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں شامل تھے۔ ابن اسحاق کے نزدیک آپؓ نے تیرہ آدمیوں کے بعد اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے اور آپ کے بیٹے سائب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت بھی کی تھی۔ حبشہ قیام کے دوران ہی جب انہیں خبر ملی کہ قریش ایمان لے آئے ہیں۔ تب آپؓ واپس مکہ آ گئے تھے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرینِ حبشہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہل مکہ کے سجدہ کرنے کی خبر پہنچی تو یہ لوگ وہاں سے چل پڑے۔ اس کی تفصیل میں پہلے پچھلے خطبات میں بیان کر چکا ہوں اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی تھے کہ سجدہ کی وجہ کیا ہوئی تھی؟ ان کا یہ خیال تھا کہ سب کفار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لی ہے۔ جب یہ مکہ کے قریب پہنچے اور اصل واقعے کا پتا لگا تو اس وقت انہیں واپس حبشہ جانا مشکل لگ رہا تھا۔ بعض دوسری روایات کے مطابق بعض لوگ وہیں سے واپس حبشہ چلے بھی گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اور جو مکے میں بھی بغیر کسی کی پناہ میں آنے کے داخل ہونے سے ڈر رہے تھے وہ چلے گئے تھے۔ بہرحال جو وہاں آ گئے تھے یہ کچھ دیر وہیں رکے رہے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک اہلِ مکہ میں سے کسی نہ کسی کی امان میں داخل ہوا۔ انہوں نے کسی نہ کسی کی امان لے لی یا راستے میں کچھ دیر رکے رہے جب تک امان نہ مل گئی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن مغیرہ کی امان میں آئے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کو تکالیف پہنچ رہی ہیں، لوگ ان کو مار رہے ہیں، ان پر ظلم کر رہے ہیں اور وہ ولید بن مغیرہ کی امان میں رات دن سکون سے گزار رہے ہیں۔ ولید وہاں کفارِ مکہ کے رئیسوں کا ایک رئیس تھا جو غیر مسلم تھا اس کی امان میں آ گئے تھے۔ تو عثمانؓ کہنے لگے کہ خدا کی قسم! میری صبح شام ایک مشرک کی امان میں امن کے ساتھ گزر رہی ہے جبکہ میرے دوستوں اور گھر والوں کو اللہ کی راہ میں تکالیف اور اذیتیں پہنچ رہی ہیں۔ یقیناً مجھ میں کوئی خرابی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ سے یہ کہا۔ پس آپؓ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابوعبد شمس! (یہ ولید بن مغیرہ کا لقب تھا) تمہارا ذمہ پورا ہو گیا۔ میں تمہاری امان میں تھا۔ اب میں چاہتا ہوں اس امان سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں کیونکہ میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ میں اسوہ ہے۔ ولید نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! ولید ان کے والد کے بڑے قریبی دوست تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے! شاید تمہیں میرے اس امان کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو یا بے عزتی ہوئی ہے؟ تو آپؓ کہنے لگے کہ نہیں لیکن میں اللہ کی امان سے راضی ہوں۔ تمہاری امان سے نکلتا ہوں اور اللہ کی امان پہ راضی ہوں اور میں اس کے علاوہ کسی اَور کی پناہ کا طلب گار نہیں ہوں۔ ولید نے کہا کہ خانہ کعبہ کے پاس چلو اور وہیں میری امان علی الاعلان واپس کر دو جیسا کہ میں نے تمہیں علی الاعلان پناہ دی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا چلیں۔ پھر وہ دونوں خانہ کعبہ کے پاس گئے۔ ولید نے کہا یہ عثمانؓ ہے جو مجھے میری امان واپس کرنے آیا ہے، لوگوں کے سامنے یہ اعلان کیا۔ عثمانؓ نے کہا یہ سچ کہہ رہا ہے۔ یقیناً میں نے اسے یعنی اس امان دینے والے ولید کو وعدے کا سچا اور امان کے لحاظ سے معزّز پایا ہے مگر اب میں اللہ کے سوا کسی اور کی امان میں نہیں رہنا چاہتا۔ اس لیے میں نے ولید کی امان کو اسے واپس کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ لوٹ گئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 589-590 ’’عثمان بن مظعون‘‘ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اس ہجرتِ حبشہ کا ذکر پہلے بھی مختلف صحابہ کے ذکر میں ہوتا رہا ہے۔ مختصر بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس کو تاریخ کے مختلف حوالوں سے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کی تکالیف انتہا کو پہنچ گئیں اور قریش اپنی ایذا رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ کا ملک جو ایتھوپیا یا ابی سینیا کہلاتا ہے برِّ اعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے اور جائے وقوع کے لحاظ سے جنوبی عرب کے بالکل بالمقابل ہے اور درمیان میں بحیرہ احمر کے سِوا کوئی اور ملک حائل نہیں۔ اس زمانہ میں حبشہ میں ایک مضبوط عیسائی حکومت قائم تھی اور وہاں کا بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا بلکہ اب تک بھی وہاں کا حکمران اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ (جب انہوں نے یہ لکھا تھا) حبشہ کے ساتھ عرب کے تجارتی تعلقات تھے۔ اس وقت کے نجاشی کا ذاتی نام اصحمہ تھا جو ایک عادل، بڑا انصاف کرنے والا، بیدار مغز اور مضبوط بادشاہ تھا۔ بہرحال جب مسلمانوں کی تکالیف انتہا کو پہنچ گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ماہ رجب پانچ نبوی میں نبوت کے دعوے کے پانچ سال کے بعد گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں سے زیادہ معروف کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان بن عفّانؓ اور ان کی زوجہ رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، زبیر ابن العوامؓ، ابوحذیفہؓ بن عتبہ، عثمان بن مظعونؓ، مصعب بن عمیرؓ اور ابو سَلَمہؓ بن عبد الاسد اور ان کی زوجہ امِ سلمہؓ۔ اب یہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقت ور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور کمزور لوگ کم نظر آتے ہیں جن سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے کہ اوّل یہ کہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے

لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہیں تھے۔ دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 146، 147)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انداز میں اس واقعے کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپؓ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی مکہ میں پناہ اور پھر لبید بن ربیعہ والے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے ولید کی امان واپس کر دی تھی۔ اب لکھتے ہیں کہ جب مکہ والوں کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے ساتھیوں کو بلوایا اور فرمایا۔ مغرب کی طرف سمندر پار ایک زمین ہے جہاں خدا کی عبادت کی وجہ سے ظلم نہیں کیا جاتا۔ مذہب کی تبدیلی کی وجہ سے لوگوں کو قتل نہیں کیا جاتا۔ وہاں ایک منصف بادشاہ ہے۔ تم لوگ ہجرت کر کے وہاں چلے جاؤ شاید تمہارے لیے آسانی کی راہ پیدا ہو جائے۔ کچھ مسلمان مرد اور عورتیں اور بچے آپؐ کے اس ارشاد پر ایبے سینیا کی طرف چلے گئے۔ ان لوگوں کا مکے سے نکلنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہاں یہ بڑا جذباتی پہلو ہے کہ اپنے ملک کو چھوڑنا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ مکے کے لوگ اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا متولّی سمجھتے تھے اور مکہ سے باہر چلے جانا ان کے لیے ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ وہی شخص یہ بات کہہ سکتا تھا جس کے لیے دنیا میں کوئی اور ٹھکانہ باقی نہ رہے کہ مکہ سے نکل جاؤں۔ پس ان لوگوں کا نکلنا ایک نہایت ہی دردناک واقعہ تھا اور پھر نکلنا بھی ان لوگوں کو چوری چوری پڑا۔ چھپ کے نکلنا پڑا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مکہ والوں کو معلوم ہو گیا تو وہ ہمیں نکلنے نہیں دیں گے اور اس وجہ سے وہ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی آخری ملاقات سے بھی محروم جا رہے تھے۔ ان کو یہ بھی موقع نہیں ملا کہ وہ عزیزوں اور پیاروں سے ملاقات کر کے جائیں، چھپ کے نکلے تھے۔ ان کے دلوں کی جو حالت تھی سو تھی۔ ان کے دیکھنے والے بھی ان کی تکلیف سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ وہ غیر جن کو پتا لگا کہ اس طرح ہجرت کر رہے ہیں وہ بھی ان کی اس حالت سے متاثر ہو رہے تھے۔ چنانچہ جس وقت یہ قافلہ نکل رہا تھا حضرت عمرؓ جو اس وقت تک کافر اور اسلام کے شدید دشمن تھے اور مسلمانوں کو تکلیف دینے والوں میں سے چوٹی کے آدمی تھے اتفاقاً اس قافلے کے بعض افراد کو مل گئے۔ ان میں ایک صحابیہ ام عبد اللہؓ نامی بھی تھیں۔ بندھے ہوئے سامان اور تیار سواریوں کو جب آپؓ نے، حضرت عمرؓ نے دیکھا تو آپؓ سمجھ گئے کہ یہ لوگ مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپؓ نے کہا ام عبد اللہؓ! یہ تو ہجرت کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ ام عبد اللہؓ کہتی ہیں میں نے جواب میں کہا ہاں خدا کی قسم! ہم کسی اور ملک میں چلے جائیں گے کیونکہ تم نے ہم کو بہت دکھ دیے ہیں اور ہم پر بہت ظلم کیے ہیں۔ ہم اس وقت تک اپنے ملک میں نہیں لوٹیں گے جب تک خدا تعالیٰ ہمارے لیے کوئی آسانی اور آرام کی صورت نہ پیدا کر دے۔ ام عبد اللہؓ بیان کرتی ہیں کہ عمرؓ نے جواب میں کہا کہ اچھا۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور کہتی ہیں کہ میں نے ان کی آواز میں رقّت محسوس کی حالانکہ اس وقت مسلمانوں کے مخالف تھے لیکن یہ ہجرت دیکھ کر بڑے جذباتی ہو گئے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو کہا تو اس آواز میں ایک رقّت تھی جو اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر وہ یعنی حضرت عمرؓ جلدی سے منہ پھیر کے وہاں سے چلے گئے اور میں نے محسوس کیا کہ اس واقعہ سے ان کی طبیعت نہایت ہی غمگین ہو گئی ہے۔

بہرحال جب ان لوگوں کے ہجرت کرنے کی مکہ والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور سمندر تک ان کے پیچھے گئے مگر یہ قافلہ ان لوگوں کے سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی حبشہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا جائے جو اسے مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے اور اسے تحریک کرے کہ وہ مسلمانوں کو مکہ والوں کے سپرد کر دے۔ بہرحال یہ وفد حبشہ گیا اور بادشاہ سے ملا۔ امرائے دربار کو بھی ان لوگوں نے خوب اکسایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حبش کے دل کو مضبوط کر دیا تھا اور اس نے باوجود ان لوگوں کے اصرار کے اور باوجود درباریوں کے اصرار کے، درباری جو تھے وہ مکہ والوں کی باتوں میں آ گئے تھے انہوں نے بھی بادشاہ کو بڑا کہا کہ ان کو مکہ والوں کے، کافروں کے سپرد کر دو۔ اس نے مسلمانوں کو کفار کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ جب یہ وفد ناکام واپس آیا تب مکہ والوں نے ان مسلمانوں کو بلانے کے لیے ایک اور تدبیر سوچی اور وہ یہ کہ حبشہ جانے والے بعض قافلوں میں یہ خبر مشہور کر دی کہ مکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ جب یہ خبر حبشہ پہنچی تو اکثر مسلمان خوشی سے مکہ کی طرف واپس لوٹے مگر مکہ پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض شرارتاً مشہور کی گئی ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس پر کچھ لوگ تو واپس حبشہ چلے گئے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور کچھ مکہ میں ٹھہر گئے۔ ان ٹھہرنے والوں میں سے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ عثمان بن مظعونؓ بھی تھے جو مکہ کے ایک بہت بڑے رئیس کے بیٹے تھے۔ اس دفعہ ان کے باپ کے ایک دوست ولید بن مغیرہ نے ان کو پناہ دی اور وہ امن سے مکہ میں رہنے لگے مگر اس عرصے میں انہوں نے دیکھا کہ بعض دوسرے مسلمانوں کو دکھ دیے جاتے ہیں اور انہیں سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ چونکہ وہ غیرت مند نوجوان تھے۔ ولید کے پاس گئے اور اسے کہہ دیا کہ میں آپ کی پناہ کو واپس کرتا ہوں کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ دوسرے مسلمان دکھ اٹھائیں اور میں آرام سے رہوں۔ چنانچہ ولید نے اعلان کر دیا کہ عثمانؓ اب میری پناہ میں نہیں۔

اس کے بعد ایک دن لبید، عرب کا ایک مشہور شاعر تھا مکہ کے رؤساء میں بیٹھا اپنے شعر سنا رہا تھا کہ اس نے ایک مصرع پڑھا

وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر نعمت آخر مٹ جانے والی ہے۔ عثمان بن مظعونؓ نے کہا کہ یہ غلط ہے جنت کی نعمتیں ہمیشہ قائم رہیں گی۔ لبید ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ یہ جواب سن کر جوش میں آ گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش کے لوگو! تمہارے مہمان کو تو پہلے اس طرح ذلیل نہیں کیا جاتا تھا اب یہ نیا رواج کب سے شروع ہوا ہے؟ اس پر ایک شخص نے کہا یہ ایک بیوقوف آدمی ہے اس کی بات کی پروا نہیں کریں۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی بات پر اصرار کیا اور کہا کہ بیوقوفی کی کیا بات ہے جو بات میں نے کہی ہے وہ سچ ہے۔ اس پر ایک شخص نے اٹھ کر زور سے آپ کے منہ پر گھونسا مارا، مکا مارا جس سے آپؓ کی ایک آنکھ نکل گئی یا سوج گئی۔ ولید اس وقت اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس نے آپؓ کو پناہ دی تھی۔ ان کے والد کا دوست، عثمانؓ کے باپ کے ساتھ اس کی بڑی گہری دوستی تھی۔ عثمانؓ کے والد فوت ہو گئے تھے تو اپنے مردہ دوست کے بیٹے کی یہ حالت اس سے دیکھی نہ گئی مگر مکہ کے رواج کے مطابق جب عثمانؓ اس کی پناہ میں نہیں تھے تو وہ ان کی حمایت بھی نہیں کر سکتا تھا اس لیے اَور تو کچھ نہ کر سکا نہایت ہی دکھ کے ساتھ عثمانؓ ہی کو مخاطب کر کے بولا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! خدا کی قسم تیری یہ آنکھ اس صدمہ سے بچ سکتی تھی جبکہ تو ایک زبردست حفاظت میں تھا (یعنی میری پناہ ولید کی پناہ میں تھا) لیکن تو نے خود ہی اپنی پناہ کو چھوڑ دیا اور یہ دن دیکھا عثمانؓ نے جواب دیا کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے میں خود اس کا خواہشمند تھا تم میری پھوٹی ہوئی آنکھ پر ماتم کر رہے ہو حالانکہ میری تندرست آنکھ اس بات کے لیے تڑپ رہی ہے کہ جو میری بہن کے ساتھ ہوا ہے وہی میرے ساتھ کیوں نہیں ہوتا۔ لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا، عثمانؓ نے ولید کو یہ جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ میرے لیے بس ہے۔ بہت کافی ہے۔ اگر وہ تکلیفیں اٹھا رہے ہیں تو میں کیوں نہ اٹھاؤں۔ میرے لیے خدا کی حمایت کافی ہے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 202 تا 205)

عثمان بن مظعونؓ اور لبید بن ربیعہ کا یہ جو واقعہ ہے جو عرب کا مشہور شاعر تھا اس کا اس طرح بھی تاریخوں میں ذکر ملتا ہے وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ یہ عرب کا مشہور شاعر تھا۔ قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت عثمانؓ بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔ لبید نے پہلے اس کا یہ ایک مصرع پڑھا کہ

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

خبردار! اللہ کے سوا سب کچھ باطل ہے۔ اس پر حضرت عثمانؓ کہنے لگے کہ تُو نے سچ کہا ہے۔ پھر لبید نے کہا

وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

کہ بیشک ہر نعمت زوال پذیر ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا تو نے جھوٹ کہا۔ لوگوں نے آپ کی طرف دیکھا اور لبید سے کہا کہ دوبارہ پڑھو جس پر لبید نے دوبارہ پڑھا۔ حضرت عثمانؓ نے اسی طرح ایک دفعہ تصدیق اور ایک دفعہ جھٹلا دیا کہ جنت کی نعمتوں کو زوال نہیں ہے۔ لبید یہ جو شاعر تھے کہنے لگے کہ اے گروہ قریش! تمہاری مجلسیں ایسی تو نہ تھیں۔ ان میں سے ایک احمق کھڑا ہوا اور اس نے حضرت عثمانؓ کی آنکھ پر تھپڑ مار دیا یا مکا مار دیا جس سے آپ کی آنکھ نیلی ہو گئی یا سوج گئی۔ آپؓ کے گرد موجود لوگوں نے کہا عثمانؓ! خدا کی قسم! تم ایک مضبوط پناہ میں تھے اور تمہاری آنکھ اس طرح کی تکلیف سے محفوظ تھی جو تمہیں ابھی پہنچی ہے۔ اس پر عثمانؓ نے کہا کہ اللہ کی امان زیادہ محفوظ ہے اور زیادہ معزز ہے اور میری دوسری آنکھ بھی اسی طرح کی مصیبت کی آرزومند ہے جو اس آنکھ کو پہنچی ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ ایمان لانے والوں کی پیروی لازم ہے۔ ولید نے کہا کہ میری امان میں تمہیں کیا نقصان تھا؟ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ مجھے اللہ کی امان کے سوا کسی امان کی حاجت نہیں۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 590 عثمان بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

یہ تھی ان لوگوں کے ایمان کی کیفیت اور یہ تھا ایک درد اپنے ساتھیوں کے لیے بھی کہ اگر وہ تکلیف میں ہیں تو ہم کیوں (بچے) رہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ تو تھا ہی محبت کا کہ وہ تکلیف میں ہیں

تو مَیں کیوں بچوں۔ صحابہؓ کے نمونے دیکھ کے بھی ان کو بڑی تکلیف پہنچتی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعونؓ کا اس طرح جواب دینا اس لیے تھا کہ انہوں نے قرآن کریم سنا ہوا تھا، اسلامی تعلیم سنی ہوئی تھی، قرآن کریم پڑھا ہوا تھا اور اب ان کے نزدیک شعروں کی کچھ حقیقت ہی نہیں تھی بلکہ خود بعد میں لبیدؔ بھی مسلمان ہو گیا تو آپؓ لکھتے ہیں کہ خود لبیدؔ نے مسلمان ہونے پر یہی طریق اختیار کیا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے ایک گورنر کو کہلا بھیجا کہ مجھے بعض مشہور شعراء کا تازہ کلام بھیجو۔ جب لبیدؔ جو اس وقت مسلمان ہو گئے تھے ان سے خواہش کا اظہار کیا گیا تو انہوں نے قرآن کریم کی چند آیات لکھ کر بھیج دیں۔

حضرت عثمانؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور پیار تھا اس کا اظہار اس ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ ان کے فوت ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اس وقت آنسو جاری تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو آپؐ نے اس وقت بھی اس کی نعش پر فرمایا۔ اَلْحِقْ بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُوْنٍ یعنی ہمارے صالح عزیز عثمان بن مظعونؓ کی صحبت میں جا۔

(ماخوذ از فضائل القرآن نمبر 4، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 456)

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی مدینہ ہجرت کا واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ اور حضرت قُدَامہ بن مظعونؓ اور حضرت عبداللہ بن مظعونؓ اور حضرت سائب بن عثمانؓ نے ہجرتِ مدینہ کے وقت حضرت عبداللہ بن سَلَمہ عَجلانیؓ کے گھر قیام کیا تھا۔ ایک دوسرے قول کے مطابق یہ سب لوگ حضرت حِزَام بن وَدِیْعَہؓ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ محمد بن عمر واقدی بیان کرتے ہیں کہ آلِ مظعون ان لوگوں میں سے تھے جن کے مرد اور عورتیں سب کے سب جمع ہو کر ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تھے اور ان میں سے کوئی مکّہ میں باقی نہیں رہا۔ حضرت اُمِّ عَلاء بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مدینہ میں آئے تو انصار کی خواہش تھی کہ ان کے گھروں میں رکیں۔ اس پر ان کے لیے قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصے میں آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعونؓ اور حضرت ابوہیثم بن تیّہان کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 302-303 "عثمان بن مظعون" ومن بنی جمح بن عمرو۔ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عثمانؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ بدر میں بھی شامل ہوئے۔ آپؓ تمام لوگوں سے زیادہ جوش کے ساتھ عبادات بجالاتے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے تھے۔ خواہشات سے بچ کر رہتے تھے اور عورتوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا ترک کرنے اور خود کو خصّی کر دینے کی اجازت مانگی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ یہ تاریخ کی کتاب اُسد الغابہ میں لکھا ہے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 590 "عثمان بن مظعون" دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر یہ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ ازواجِ مطہرات کے پاس آئیں۔ ازواجِ مطہرات نے انہیں پراگندہ حالت میں، میلے کپڑے، بال بکھرے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے ایسی حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ اپنے آپ کو سنوار کر رکھا کرو تمہارے شوہر سے زیادہ دولت مند تو قریش میں کوئی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ تم afford نہیں کر سکتی۔ تمہارا شوہر بڑا امیر آدمی ہے۔ اپنی حالت تو ٹھیک رکھو۔ تو آپؓ کی، حضرت عثمانؓ کی بیوی ازواجِ مطہرات کو کہنے لگیں جو ساری اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں کہ ہمارے لیے ان میں سے کچھ نہیں ہے یعنی جو کچھ آپ کہتی ہیں نہ عثمان کے پاس دولت یا وہ کچھ نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ وہ اس کے جذبات ہمارے لیے کچھ نہیں ہیں۔ وہ رات کو بھی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ ہماری طرف توجہ نہیں دیتے۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ازواج نے آپؐ کو بتایا۔ عثمانؓ کی بیوی کی یہ بات سن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا کیا تمہارے لیے میری ذات میں اسوہ نہیں ہے؟ وہ عرض کرنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ کیا بات ہو گئی؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں تو کوشش کرتا ہوں کہ بالکل آپؐ کے مطابق چلوں۔ تو اس پر آپؐ نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن بھر روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کرو۔ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے اہل کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے بیوی بچوں کا تم پر حق ہے۔ پس نماز پڑھو اور سوؤ بھی۔ سونا بھی ضروری ہے۔ نفل پڑھو، راتوں کو جاگو لیکن سونا بھی ضروری ہے۔ روزہ رکھو اور چھوڑو بھی۔ اگر نفلی روزے رکھنے ہیں تو بیشک رکھو لیکن کچھ دن ناغے بھی ہونے چاہئیں۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمائی تو کچھ عرصہ کے بعد ان کی بیوی ازواجِ مطہرات کے پاس دوبارہ آئیں تو انہوں نے خوشبو لگائی ہوئی تھی گویا کہ وہ دلہن ہوں۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے آج بڑی سجی بنی ہو۔ اس پر وہ کہنے لگیں کہ ہمیں بھی وہ چیز حاصل ہو گئی ہے جو لوگوں کو میسر ہے یعنی کہ اب خاوند توجہ دیتا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 302 "عثمان بن مظعون" دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں روایت ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کو بلایا اور فرمایا کیا تُو میرے طریقے کو ناپسند کرتا ہے؟ وہ بولے یا رسول اللہ! نہیں میں آپؐ ہی کے طریقے کو تلاش کرتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! تو اللہ سے ڈر تجھ پر تیری بیوی کا حق ہے۔ تیرے مہمان کا حق ہے اور خود تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس کبھی کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی نہ رکھو۔ نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔

(سنن ابی داؤد کِتَابُ التَّطَوُّعِ بَابُ: مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ حدیث 1369)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بخاری کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ "سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن مظعونؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں سے بالکل ہی علیحدہ ہو جانے کی اجازت چاہی مگر آپؐ نے اس کی اجازت نہیں دی اور اگر آپؐ اجازت دے دیتے تو ہم لوگ تیار تھے کہ اپنے آپ کو گویا بالکل خصّی ہی کر لیتے۔" (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 418) ان جذبات کو بالکل ختم کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش کرتے۔

بخاری کی جو حدیث ہے اس کا ترجمہ بتا دیتا ہوں۔ وہ اس طرح ہے حضرت سعد بن اَبی وَقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ نے تَبَتّل کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا تھا۔ اور صحیح بخاری کی کتاب النکاح کی یہ حدیث ہے اور پھر یہاں یہ بھی اسی طرح لکھا ہے، جو بیان ہو چکا ہے کہ اگر آپؐ اس کی اجازت دے دیتے تو ہم سب شاید تارک الدنیا ہو جاتے۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب ما یکرہ من التبتل والخصاء حدیث 5073)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ پھر مزید لکھتے ہیں کہ "عثمان بن مظعونؓ تھے جو بنو جُمَح میں سے تھے۔ نہایت صوفی مزاج آدمی تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر رکھی تھی۔" "اسلام لانے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پیتے تھے،" "اور اسلام میں بھی تارک دنیا ہونا چاہتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے کہ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے۔ اس کی اجازت نہیں دی۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 124)

اسلام کہتا ہے کہ اس دنیا میں رہو۔ اس دنیا کی جو نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو۔ وہ ہمیشہ تمہارے سامنے رہنا چاہیے۔

حضرت قُدَامہ بن مظعونؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو پایا۔ وہ اپنی سواری کے اوپر تھے اور حضرت عثمانؓ اپنی سواری کے اوپر تھے۔ اَثَایَہ نامی گھاٹی پر ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اَثَایَہ، ذُوالْحُلَیْفَہ کے بعد جُحْفَہ کے راستے میں مدینہ سے ستتر (77) میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ اس کی لوکیشن (Location) بتائی گئی ہے بہرحال حضرت عمرؓ کی اونٹنی نے حضرت عثمانؓ کی اونٹنی کو بھینچ دیا، ذرا دبایا۔ زیادہ قریب ہو گئے تو اونٹنی نے دبا دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری قافلے کے کافی آگے تھی۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ نے کہا یا غَلَقَ الْفِتْنَةِ! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ جب سواریاں رکیں تو حضرت عمر بن خطابؓ قریب آئے اور کہا اے ابو سائب! یعنی عثمان بن مظعونؓ کو کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے وہ کون سا نام تھا جس کے ساتھ تم نے مجھے پکارا تھا۔ یہ کہہ کر پکارا تھا 'غَلَقَ الْفِتْنَةِ' تو انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! آپؓ کا وہ نام میں نے نہیں رکھا۔ جس نام سے میں نے پکارا تھا وہ میں نے نہیں کہا تھا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا وہ نام رکھا تھا۔ پھر کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قافلے کے آگے ہیں اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ نے انہیں بتایا کہ آگے ہیں آپؓ پوچھ بھی سکتے ہیں۔ پھر بیان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ ہمارے پاس سے گزرے یعنی حضرت عمرؓ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص غَلْقُ الْفِتْنَۃِ ہے یعنی فتنے کی راہ میں روک ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تمہارے اور فتنے کے درمیان ایک دروازہ ہوگا جو بہت زیادہ سختی سے بند رہے گا جب تک یہ شخص تمہارے درمیان زندہ رہے گا۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی جلد 9 صفحہ 38-39 باب ما اسند عثمان بن مظعون حدیث 8321، دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء**) (فرہنگِ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 29 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء) یعنی جب تک حضرت عمرؓ کی زندگی ہے کوئی فتنہ اسلام میں نہیں آئے گا اور تاریخ بھی یہی بتاتی ہے۔ اس کے بعد ہی زیادہ فتنے شروع ہوئے۔

اس جگہ جو حضرت عثمان بن مظعونؓ نے حضرت عمر بن خطّابؓ کے متعلق غَلْقُ الْفِتْنَۃِ کے یہ الفاظ بیان کیے ہیں اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے کون فتنے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد رکھتا ہے تو میں نے کہا کہ مَیں۔ ویسے ہی جیسے کہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح یاد رکھتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا کہا روایت کرنے پر بہت ہی دلیر ہو۔ یعنی بڑا یقین ہے تمہیں اور تم یہ بڑی جرأت سے کام لے رہے ہو۔ میں نے کہا کہ آدمی کو ابتلا اس کی بیوی اور اس کے مال اور اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ بھی فتنے ہیں۔ نماز، روزہ، صدقہ اور نیکیوں کا حکم اور بدیوں سے روکنا اس ابتلا کو دور کر دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میری مراد اس سے نہیں ہے۔ یہ اولاد کی، دولت کی ساری چیزیں ہیں، فتنے ہیں جن کو تم نمازیں پڑھ کے، روزہ رکھ کے، صدقہ دے کر اور کئی نیکیاں کر کے دور کر سکتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا میری مراد یہ نہیں ہے بلکہ اس فتنے سے ہے جو اس طرح موجیں لے گا جس طرح سمندر۔ بہت شدید قسم کا فتنہ ہے جو امت میں آئے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپؓ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ جو فتنہ پیدا ہونا ہے اس سے آپؓ کو کوئی خطرہ نہیں۔ آپؓ کی زندگی تک کوئی نہیں ہے کیونکہ آپؓ کے اور اس کے درمیان ایک بند کیا ہوا دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ انہوں نے وہی بیان کیا، عرض کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے اس پر ان سے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ توڑا جائے گا۔ ایسا دروازہ ہے جو توڑا جائے گا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا تب تو کبھی بھی بند نہیں ہوگا۔ اگر دروازہ کھولا جائے تو بند کرنے کے امکان ہوتے ہیں لیکن اگر توڑا جائے تو پھر اس کو بند کرنا بہت مشکل کام ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس بات پہ کہا پھر تو یہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ یعنی جو فتنے ہیں وہ چلتے چلے جائیں گے اگر ایک دفعہ شروع ہوئے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ فتنے مسلمان امت میں بڑھتے چلے گئے۔ ایک کے بعد دوسرا فتنہ پیدا ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں، حضرت علیؓ کے زمانے میں، پھر بعد کے زمانوں میں اور اب تک یہی فتنے ہیں جو مسلمانوں میں جاری ہیں۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور اس دیوار کے پیچھے یہ آنا نہیں چاہتے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس دروازے کو بند کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم فرمائی ہے۔ اس لیے یہ فتنے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی محفوظ رکھے کہ ہم احمدی اس ڈھال کے پیچھے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں مہیا فرمائی ہے اور اس دیوار کے پیچھے رہیں۔ تو بہرحال یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ فتنہ تو پھر کبھی بند نہیں ہوگا۔ تو ہم نے ان سے کہا، ان لوگوں نے جو ساتھ بیٹھے ہوئے تھے روایت کرنے والے سے، حضرت حذیفہؓ سے پوچھا۔ کیا حضرت عمرؓ اس دروازے کو جانتے تھے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا ہاں۔ وہ اسے ایسے ہی جانتے تھے جیسے یہ کہ کل سے پہلے رات ہے یعنی بالکل یقینی بات تھی۔ حضرت عمرؓ کو پتا تھا کہ میرے بعد پھر فتنے پیدا ہو جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ کفارۃ حدیث 525)

حضرت عثمان بن مظعونؓ پہلے مہاجر تھے جنہوں نے مدینے میں وفات پائی۔ آپؓ دو ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات غزوۂ بدر کے بائیس ماہ کے بعد ہوئی اور آپؓ جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے شخص تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 591 عثمان بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

بہرحال ان کے حوالے سے کچھ اور باتیں بھی ہیں جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 20 مئی 2017ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ باریہ نعیم (واقفۂ نو) کا ہے جو نعیم احمد صاحب (امریکہ) کی بیٹی ہیں۔ اور یہ عزیزم اعزاز احمد (واقف نو) کے ساتھ بیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے، جو مختار احمد ملہی صاحب (جنرل سیکرٹری امریکہ) کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور اس دوران دلہے کو مخاطب کر کے فرمایا ''بڑے صحت مند ہو!'' اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ رضوانہ شمس بنت مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب (انچارج ترکی ڈیسک لندن) کا ہے۔ یہ عزیزم ارسلان توقیر ملک ابن ملک توقیر احمد صاحب (یوکے) کے ساتھ بارہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ نادیہ طاہر بھٹی (واقفۂ نو) کا ہے جو مکرم عزیز احمد طاہر بھٹی صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم ذوالفقار احمد راجہ جو جامعہ احمدیہ (یوکے) کے طالب علم ہیں، کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ منیر احمد راجہ صاحب کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر اگلے نکاح کا انگریزی میں اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

Next Nikah is of Ms. Momina Jowaheer,

......باقی صفحہ نمبر 18 پر......

تعارف کتاب

”صوبہ بہار کے اصحاب احمد“

(محمد زکریا ورک۔ کینیڈا)

نام کتاب: صوبہ بہار کے اصحاب احمد
مؤلف: ڈاکٹر سیّد شہاب احمد صاحب
ناشر: مکرم منور احمد نوری صاحب
صفحات: 556
مقام و تاریخ اشاعت: قادیان۔ اپریل 2018ء
تعداد: 400

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جیّد عالم، صاحب قلم، معتبر مضمون نگار اور مصنف ڈاکٹر سید شہاب احمد (ایڈمنٹن کینیڈا) نے صوبہ بہار کے اصحاب احمدؑ کے نام سے کتاب قادیان سے شائع کی ہے جس میں 19 اصحاب احمد علیہ السلام کے حالات زندگی، ان کی اولاد کے حالات اور پھر آگے ان کی اولاد (کل 74 احباب) کے کوائف دیے گئے ہیں۔ اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ ایک نادر کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر کتابوں کے رسیا کو کرنا چاہیے۔

کتاب میں سب سے پہلے صوبہ بہار کے پہلے جلیل القدر صحابی حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ کے ایمان افروز حالات زندگی دیے گئے ہیں جن کے ذریعہ احمدیت کا نور بہار میں پھیلا تھا۔ مسلمان قوم نے آپ کو شمس الواعظین کا لقب عطا کیا تھا۔ کئی سو ہنود نے آپ کے دست مبارک پر نور اسلامی سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ سکول کے زمانے میں لوگ آپ کی شعلہ بیان تقریروں سے بہت مرعوب و متاثر ہوتے تھے۔ ہندوستان کے مشہور شہروں کے دورے کیے اور مدارس و یتیم خانے قائم کیے۔ انجمن حمایت اسلام کی بناء میں بھی آپ کا ہاتھ تھا۔ آپ کا بیعت کا سال 1894ء ہے۔ انجام آتھم میں 313 صحابہ میں آپ کا نام درج ہے۔ آپ کی سوانح حیات ان کی اپنی کتاب تائید حق میں موجود ہے۔

حضرت سید وزارت حسین صاحبؓ صوبہ بہار کے دوسرے احمدی تھے جن کی ولادت اورین ضلع مونگھیر میں 1883ء میں ہوئی تھی۔ آپ نے بذریعہ خط 1900ء میں اور بعد ازاں 1901ء میں قادیان میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ 1905ء میں آپ نے کتاب مراۃ الجہاد 312 صفحات کی تصنیف فرمائی جو حضرت اقدس کے نام نامی سے معنون تھی۔ دوسری بار جب آپ قادیان گئے تو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ ان کے سامنے ہی افغانستان روانہ ہوئے تھے۔ کئی ماہ تک ریویو آف ریلیجنز کے تنہا انچارج رہے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں سے تھے۔ سالہا سال تک امیر جماعت احمدیہ بہار رہے۔ تاریخ احمدیت میں مقدمہ بہار مشہور معروف ہے۔ پٹنہ میں اس مقدمہ کی تیاری میں آپ کو خاص موقعہ نصیب ہوا تھا۔ آپ کا تعلق قانون کے پیشہ سے نہیں تھا مگر آپ نے بڑی مہارت، کمال دور اندیشی اور فراست سے مقدمہ کے واقعات، تنقیحات، فقہی اور قانونی مسائل، کتب فقہ، قانونی دلائل اور نظائر کا مرقع تیار کیا تھا۔ اس کا ذکر سر ظفر اللہ خاں صاحبؓ کی عالمی شہرت کی حامل سوانح عمری تحدیث نعمت میں بھی موجود ہے۔ ایک کامیاب مناظر کے طور پر آپ نے آریہ سماجیوں سے مناظرے کیے۔ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ بعض انگریز مرد اور خواتین کو تبلیغی خطوط لکھے۔ اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو خطوط لکھتے، اور اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیا کرتے تھے۔ یکم مئی 1975ء کو اپنے گاؤں اورین میں وفات پائی۔

مؤلف کتاب کے نانا جان حضرت سید ارادت حسینؓ (1880-1931ء) نے دستی بیعت اپنے چھوٹے بھائی سید وزارت حسینؓ کے دو سال بعد 1903ء میں کی تھی۔ آپ کا علمی ذوق بہت بلند تھا اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں: صحبت قاطعہ، شہاب ثاقب، النبوۃ فی الاسلام، قول حق، معیار نبوت، اثبات النبوۃ۔ صوبہ بہار کے مسلمانوں کے لیے بہت نافع اور فیض رساں وجود تھے۔

حضرت ڈاکٹر ملک الٰہی بخش صاحبؓ 1902ء میں سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہوئے تھے۔ دستی بیعت کے لحاظ سے صوبہ بہار کے صحابہ کرام میں آپ کا تیسرا نمبر ہے۔ آپ کا وطن مالوف موضع آڑھا ضلع مونگھیر تھا۔ آپ نہایت متقی، صالح، صاف گو، غریب پرور، بانی سلسلہ احمدیہؑ کے عاشق صادق اور خلافت احمدیہ کے دلدادہ تھے۔ آپ کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ڈاکٹر تھے۔ راولپنڈی میں بہت مشہور تھے صرف ڈاکٹر الٰہی بخش لکھنے سے خط مل جاتا تھا۔ کابل کے سابق بادشاہ یعقوب خاں اور اس کے بھائی ایوب خاں راولپنڈی میں انگریزوں نے نظر بند کیے ہوئے تھے۔ ایوب خاں کے خسر سے آپ کے قریبی برادرانہ تعلقات تھے۔ راولپنڈی میں پریکٹس کر رہے تھے جہاں سے 1910ء میں اسسٹنٹ سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت اختیار کر لی۔ قادیان میں شفاخانہ دار العلوم کے انچارج مقرر ہوئے۔ 18 نومبر 1910ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ گھوڑے سے گر پڑے اور پیشانی پر چوٹیں آئیں تو دیگر ڈاکٹروں کے علاوہ آپ کو بھی طبی خدمت کی توفیق ملی تھی۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ قادیان کے معروف مؤلف ملک صلاح الدین صاحب آپ کے پوتے تھے۔

ڈاکٹر شاہ محمد رشید الدین مؤلف کتاب کے والد گرامی تھے جن کا تعلق سادات کے خاندان سے تھا۔ شاہ صاحب شہر کے چوٹی کے ڈاکٹر تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر 1929ء میں ہندوستان میں سیرۃ النبی ﷺ پر جلسے منعقد ہوئے تو آپ نے آرہ میں شایان شان طریق سے پہلا جلسہ منعقد کروایا تھا۔ آپ کا ادبی ذوق بہت بلند تھا۔ ہزاروں ادبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ مؤلف کتاب کی والدہ سیدہ میمونہ بیگم صاحبہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ان کا انتقال جولائی 1984ء کو ہوا تھا۔ آپ کے والد کا نام سید ارادت حسین تھا۔ اخبارات و رسائل کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتیں۔ ماہنامہ عصمت دہلی، ساقی دہلی، تہذیب نسواں، اخبار انقلاب آپ کے پسندیدہ رسائل و اخبار تھے۔ معروف مصنفین کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ ہندوستان کے مشہور ادیب پروفیسر اختر اورینوی آپ کے عم زاد تھے۔

پروفیسر اختر اورینوی (ایم اے، ڈی لٹ، صدر شعبہ اردو، پٹنہ یونیورسٹی) ہندوستان کے بلند پایہ ادیب، مصنف، افسانہ نگار، نقاد، شاعر اور افسانہ نویس تھے۔ آپ کا اردو ادب میں بلند مقام تھا۔ نہایت دبنگ اور بے خوف احمدی تھے۔ ان کے سب دوست احباب ان کی بذلہ سنجی، زندہ دلی، اور خوش مزاقی کے قائل تھے۔ لاہور کے رسالہ نقوش کے آپ بیتی نمبر میں انہوں نے علی الاعلان لکھا تھا کہ مجھے جس شخصیت نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ذات بابرکت ہے۔ اس رسالے میں اختر اورینوی کی سوانح 1097 پر دی گئی ہے۔ یہ رسالہ آن لائن دستیاب ہے: http://apnaorg.com/books/urdu/naqoosh-aapbeeti/book.php?fldr=book

آپ کی اہلیہ شکیلہ اختر بھی اردو کی مشہور افسانہ نویس تھیں۔ ان کی کتاب شیطان کی ڈائری کا بہت چرچا ہوا، اور عوام میں بہت مقبول ہوئی۔ اختر صاحب ایک استاد کی حیثیت سے طلبہ میں ہمیشہ منظور نظر رہے۔ بہار میں اردو زبان و ادب کے ارتقاء پر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ تنقیدی مقالات کے مجموعے مطالعہ نظیر، مطالعہ اقبال، کسوٹی، تنقید جدید، قدر و نظر، تحقیق و تنقید، سراج و منہاج، مطالعہ و محاسبہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اردو اور فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ طبیعت میں سادگی تھی ان کو اپنے مہمانوں کی مٹی کے برتنوں میں زمین پر چٹائی بچھا کر کھانا کھلانے میں کوئی عذر نہیں ہوتا تھا۔ ایک غریب لڑکی کی تجہیز و تکفین کا سامان نہ تھا تو انہوں نے اپنی اہلیہ کے سونے کے قیمتی کڑے فروخت کر کے یہ سامان مہیا کر دیا۔ ان کے ایک عزیز دوست کو والد کے مقدمہ کے لیے فیس جمع کرانے کی ضرورت تھی۔ اس کا ذکر اس نے اس وقت کیا جب ان کی جیب خالی تھی مگر آپ نے امتحان میں ملنے والے سونے کے جتنے میڈل تھے ان کو اونے پونے فروخت کر کے تمام رقم دوست کے حوالے کر دی۔ ان کے گھر پر مشاعرے ہوتے جس کی نظامت کی باگ ڈور وہ خود سنبھالتے اور ایسی نظامت کرتے کہ ان کے ادا کیے ہوئے جملے لوگ ہفتوں مہینوں دہراتے رہتے۔ اپنی غزلیں ایسے پرکشش انداز میں سناتے کہ سننے والا سنتا ہی رہ جاتا، اور خواہش کرتا کہ کاش یہ بزم اور سلسلہ ختم نہ ہو۔ ان کا شعری مجموعہ انجمن آرزو منظر عام پر آچکا ہے۔ ہند و پاکستان سے شائع شدہ ایک درجن کتابوں میں ان کے متعلق سوانحی مواد موجود ہے۔ دو رسالوں مہرنیم روز (کراچی) اور ساغر نو (پٹنہ) نے آپ کی ادبی خدمات پر خاص نمبر شائع کیے۔ موخر الذکر اختر شناسی کے نام سے 2008ء میں کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ سید فضل احمد (آئی جی پولیس بہار) اختر صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ مؤلف کتاب کے آپ ماموں جان تھے۔

حضرت سید عبد القادر صاحبؓ کو اپنے والد گرامی مولانا عبد الماجد صاحبؓ (پروفیسر دینیات علی گڑھ) سے قبل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی 1903ء میں تیرہ سال کی عمر میں دستی بیعت کی توفیق ملی۔ آپ کی چھوٹی بہن سیدہ سارہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عقد میں آئی تھیں۔ اس لحاظ سے آپ حضور کے برادر نسبتی تھے۔ آپ نے لاہور کے اورینٹل کالج میں تعلیم حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور میں مقبول لیکچرر رہنے کے بعد پٹنہ کے گورنمنٹ کالج میں ملازمت اختیار کی۔ اس کے بعد کلکتہ یونیورسٹی کی سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے ممبر نامزد ہوئے۔ ان کی وفات فروری 1978ء میں سندھ میں ہوئی۔ آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے دو قابل افتخار بیٹوں کو شہادت کا عظیم الشان مقام عطا ہوا۔ یعنی پروفیسر عباس بن عبد القادر (2 ستمبر 1974ء) خیر پور سندھ، اور پروفیسر ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر (9 جون 1985ء) حیدر آباد سندھ۔

پروفیسر عباس بن عبد القادر شہید نے سکول کی تعلیم بھاگلپور اور کلکتہ میں حاصل کی اور کالج کا زمانہ علی گڑھ اور پٹنہ میں گزارا۔ آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے ہندوستان میں مغلیہ خاندان کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھا مگر قادیان سے حکم آنے پر سارا تحقیقی کام وہیں ترک کر دیا۔ بحیثیت واقف زندگی تعلیم الاسلام کالج قادیان میں تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد خیر پور منتقل ہو گئے اور سندھ میں شعبہ تعلیم کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ آپ ایک فیض رساں وجود تھے۔ طالب علموں کو فیس کی ضرورت ہو، بس کا کرایہ چاہئے یا کتابوں کے لیے پیسوں کی ضرورت ہو، آپ ہمیشہ ان کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ سندھ کے مختلف شہروں میں کالج کے پرنسپل کے فرائض انجام دیے۔ بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے سچ بات کہنے سے خوف نہ کھاتے تھے۔ ٹھٹھری (خیر پور) میں 1960ء کی دہائی کے فسادات میں بہت سے لوگ لقمہ اجل بن گئے آپ نے مظلوموں کی فراخدلی سے مدد کی۔ کہتے تھے تبلیغ کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ آپ کے تعلقات ہوں وہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کے قائل ہوں۔

ماہر امراض چشم ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر شہید اعلیٰ صفات حسنہ سے متصف تھے۔ آپ غرباء کی آنکھوں کے علاج کے لیے مفت کیمپ لگایا کرتے تھے۔ بلکہ بعض مریضوں کے کھانے پینے کا انتظام بھی کیا کرتے تھے۔ نہایت بے نفس، ہمدرد، نافع الناس اور بے لوث انسان تھے۔ بہت دور دور سے لوگ بگڑے کیس لے کر آتے اور ہمیشہ کامیاب واپس جاتے تھے۔ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ فضل عمر ہسپتال جو اس وقت ابتدائی مراحل میں تھا میں بھی پریکٹس کی۔ برطانیہ سے Doctor of Osteopathic Medicine کی ڈگری حاصل کی۔ برطانیہ کے شیفیلڈ ہاسپٹل Sheffield Hospital میں ملازمت کو ترک کر کے، سرزمین سندھ کے ریگستانوں کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ حیدر آباد میں تیس سال کا عرصہ بڑی محنت اور صعوبت کا گزرا۔ صدر پاکستان ایوب خاں اور صدر پاکستان زیڈ اے بھٹو کے دور حکومت میں ان کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تو میر رسول بخش تالپور آپ کے گھر حاضر ہوئے۔ معززین سندھ نے آپ کی بحالی کے لیے کوششیں کیں مگر خود اس کے لیے کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی بلکہ پرائیویٹ پریکٹس پر زیادہ توجہ دے دی جو مالی طور پر فائدہ مند تھی۔ دوست احباب کے لیے ان کا سینہ ہمیشہ کشادہ تھا اور بھائی بہنوں کے لیے تو وہ پھل دار درخت تھے۔

کتاب میں چند ایسے احباب کا ذکر کیا گیا ہے جن کے ساتھ راقم آثم کو بھی کچھ تعلق رہا۔ کتاب میں مکرم سید فضل احمد (انسپکٹر جنرل پولیس بہار) کی پولیس وردی میں ملبوس رعب دار تصویر ہے۔ یہ غالباً 1978ء کی بات ہے کہ کسی نے مجھے بتایا کہ ہندوستان کی ایک سربرآوردہ شخصیت سید فضل احمد مسس ساگا آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے رابطہ کیا، وہ میرے ساتھ بہت پیار اور تعظیم سے پیش آئے۔ آپ دودھ میں دھلی سفید بشرٹ اور سفید پینٹ میں ملبوس تھے۔ چہرے پر متانت اور سڈول جسم۔ چونکہ میں ان دنوں ایک کمیونٹی نیوز پیپر کا نائب ایڈیٹر تھا اس لیے انٹرویو کا اہتمام ہو گیا۔ اخبار کے ایڈیٹر بھی ان سے ملاقات کے دوران بہت متاثر ہوئے اور فخریہ ان کا انٹرویو شائع کیا۔ اتنے بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود میں نے ان کو سادہ، سراپا عجز اور منکسر المزاج پایا۔ ان کا متین چہرہ، ان کا طرز تخاطب، ان کی من موہنی شخصیت ابھی تک میرے ذہن پر مرتسم ہے۔ آپ نے 20 جون 1999ء کو وفات پائی اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ قادیان باقی صفحہ نمبر 20 پر

سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرزا طلحہ احمد بشیر۔ ربوہ پاکستان)

(قسط اول)

کسی بھی شخص کی سیرت و سوانح بیان کرنے سے پہلے یہ لازمی امر ہے کہ پہلے یہ فیصلہ کیا جائے کہ اچھی سیرت کے انسان میں کیا کیا خوبیاں ضروری ہیں۔ اگر اس سوال کو مذہبی بالخصوص اسلامی نقطہ نگاہ سے پرکھا جائے تو ایک اچھا شخص وہ شخص ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو۔ سب سے پہلے تو ایسے شخص کا خدا تعالیٰ سے ایک پختہ تعلق ہونا چاہیے۔ یعنی یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات پر یقینِ کامل رکھتا ہو، اس کی توحید پر ایمان رکھتا ہو، آخری دن اور اس دنیا کا عارضی ٹھکانہ ہونا تسلیم کرتا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام، تمام انبیاء، فرشتوں اور ہر ایک چیز جس کا علم خدا تعالیٰ کے انبیاء اور کلام کے ذریعہ ہمیں دیا گیا ہے پر ایمان رکھتا ہو۔ جیسے جیسے اس کا یہ یقین ترقی کرتا چلا جائے گا اسی طرح اس کو یہ بھی یقین ہو جائے گا کہ اس کا حقیقی سہارا اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ترقی کرتی چلی جائے گی اور ساتھ یہ خواہش بھی پیدا ہو گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرنے والا بنے یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا جینا مرنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لیے ہو جائے گا۔ تب جا کر وہ صحیح معنوں میں حقوق اللہ ادا کرنے کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو جائے گا۔

اسی طرح اچھی سیرت کے لیے حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ایک ضروری امر ہے۔ یعنی ایک انسان کو اچھا انسان ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ اس کے تمام معاملات انصاف پر مبنی ہوں۔ وہ ہمیشہ حق پر قائم ہو اور تمام لوگوں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ وہ اپنے اہل و عیال کے لیے بھی اچھا ہو، اپنے دوستوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے ہمسایوں، اپنی قوم کے امراء غرباء، تمام کے ساتھ شفقت کرنے والا ہو یہاں تک کہ اس کے دشمن بھی اس سے ہمیشہ انصاف کی توقع کریں۔ اس میں نرمی پائی جاتی ہو، فیاضی پائی جاتی ہو، وہ چشم پوشی سے کام لینے والا ہو اور دشمنوں سے عفو کا سلوک کرنے والا ہو۔ جیسے جیسے ایک انسان اپنے اندر بہتری پیدا کرتا ہے وہ حقوق العباد ادا کرنے کے مدارج میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی تمام زندگی بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ تب جا کر وہ حقوق العباد ادا کرنے کے بھی اعلیٰ درجہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

پس کوئی بھی انسان جس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ اپنا مقصدِ پیدائش پورا کر سکے، وہ تمام زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے گزرے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنے جاتے ہیں اور نیکیوں میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ ان کی شخصیت اور ان کے اعلیٰ اخلاق کو الفاظ میں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ ایسے وجود جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص قبولیت وعظمت حاصل ہوتی ہے اور وہ رہتی دنیا کے لیے ایک مثال بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک پاک وجود ہندوستان کی سرزمین پر ایک چھوٹے سے قصبہ میں پیدا ہوا جن کا نام مرزا غلام احمد (علیہ السلام) رکھا گیا۔ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپؑ کا وجود اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر لبریز اور آنحضرت ﷺ کے نقشِ پا پر ایسا قدم مارنے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے موافق نبوت کا انعام پا گیا۔

آپ علیہ السلام ایک نہایت ہی نیک، متقی اور بہترین اخلاق کے انسان تھے۔ آپؑ کی ذات میں اس قدر کشش تھی کہ ہر شخص، جس کا بھی آپؑ سے واسطہ پڑا محسوس کرتا تھا کہ آپؑ ایک اعلیٰ ترین انسان ہیں۔ ہر شخص چاہے وہ آپؑ کے اہل و عیال میں شامل ہو یا غیروں میں شامل ہو، آپؑ کے دوستوں میں شامل ہو یا دشمنوں میں شامل ہو، آپؑ کی نیکی کا قائل ہو جایا کرتا تھا۔ آپؑ ہر نیکی کے حریص اور ہر برائی سے دور تھے۔ آپؑ کی صحبت کا اثر ایسا گہرا تھا کہ آپؑ کو دیکھ کر ہر ایک کا دل نیکی کی طرف مائل ہو جاتا تھا۔ آپؑ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ ترین معیار قائم کیے۔ آپؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے اپنے مشن کو انتہائی دیانت داری، محنت اور شجاعت سے پورا کیا۔ آپؑ کا ہر قول و فعل خدا کی رضا کے لیے تھا اور آپؑ کی تمام زندگی بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے تھی۔ غرض یہ کہ آپؑ تمام دنیا والوں کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ایک رحمت کے نشان کے طور پر بھیجے گئے اور آپؑ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ آپؑ کے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؑ کی سیرت کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: ’’حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا اسلام کے لیے اور رحمت تھا اس پیغام کے لیے جسے لے کر وہ خود آیا تھا۔ وہ رحمت تھا اس بستی کے لیے جس میں وہ پیدا ہوا اور رحمت تھا دنیا کے لیے جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔ وہ رحمت تھا اپنے اہل و عیال کے لیے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لیے۔ وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لیے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لیے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی۔ دائیں بھی اور بائیں بھی۔ مگر بد قسمت ہے وہ جس پر یہ بیج تو آ کر گرا مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے سے اور اگانے سے انکار کر دیا۔‘‘ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 212)

آپ علیہ السلام میں جہاں انتہا کی نیکی اور روحانیت پائی جاتی تھی، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ظاہری خوبصورتی سے بھی بے حد نوازا تھا۔ آپ علیہ السلام کا چہرہ مبارک بھی آپؑ کی خوبصورت شخصیت کی طرح مردانہ حسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔ آپؑ کا رنگ گندمی تھا اور آپؑ کے چہرے پر ایک عجیب قسم کا رعب تھا۔ آنکھیں ہمیشہ نیچی رہتی تھیں۔ چہرے کی جلد نرم تھی اور آپؑ کے چہرہ سے آپؑ کے دل کے جذبات واضح ہو جایا کرتے تھے۔ آپؑ کے بال بہت ملائم اور سیدھے تھے۔ جسم کچھ ہلکا تھا مگر آخری عمر میں کچھ بھاری ہو گیا تھا۔ قد آپؑ کا درمیانہ تھا۔ آپؑ کے چہرہ پر اس قدر نور برستا تھا کہ غیر بھی اس کی شہادت دینے سے رہ نہ سکے۔ چنانچہ مکرم ولیم ایم ڈگلس صاحب جو آپؑ علیہ السلام کے ایک مقدمہ کے جج بھی رہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی پہلی ملاقات کا تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’نگاہیں نیچی۔ بے حد نورانی چہرہ۔ اس کے چہرے میں ایک ایسی کشش تھی کہ میرا دل اور دماغ ہل کر رہ گئے۔ لگتا تھا کہ اسے دنیا سے کوئی رغبت ہی نہیں اور وہ آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ میرے لیے یہ ممکن ہی نہ رہا کہ اس کے اتنے نورانی چہرہ سے اپنی نگاہیں اٹھا سکوں‘‘ (مطبوعہ الفضل 18 مئی 2009ء)۔ جہاں غیروں کی یہ شہادت تھی وہاں اپنوں کی کیا حالت ہو گی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت منشی اروڑا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا کہ آپ علیہ السلام سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔ (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 94)

لباس آپؑ سادہ پہنا کرتے تھے، سر پر پگڑی باندھتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ جوتا دیسی پہنا کرتے تھے۔ کھانا بھی سادہ کھایا کرتے تھے۔ جو مل جاتا وہ کھا لیتے مگر بعض مرتبہ اپنی پسند کی چیزیں بھی بنوا کر یا منگوا کر استعمال کی ہیں۔ لیکن عموماً ہر معاملے میں سادگی اختیار کی ہے جیسا کہ آپؑ کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد کی گواہی ثابت کرتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 200)۔ آپؑ خود بھی یہ ہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 240)۔

اللہ تعالیٰ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بے حد عشق تھا۔ سوتے ہوئے بھی آپ علیہ السلام کی یہ ہی کیفیت ہوتی تھی کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد آپؑ جاگ اٹھتے اور لبوں پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 287)۔ جب آپؑ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو تب بھی آپؑ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات نکلے وہ ’’اللہ میرے پیارے اللہ‘‘ ہی کے الفاظ تھے (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 177)۔ اور آپؑ کی کیفیت اس قدر اطمینان کی تھی جیسے ایک لمبے سفر کے بعد ایک مسافر اپنی منزل کو دیکھ لے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اگر کسی بات سے آپؑ کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے تو وہ تنہائی میں لکھے نوٹ بک کے ایک صفحے پر آپ علیہ السلام کے وہ الفاظ ہیں جو آپؑ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے۔ اس نوٹ کا ہر ایک لفظ اس محبت کو جو آپؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے تھی کھول کھول کر بیان کر رہا ہے۔ یہ تنہائی کے ان لمحات میں لکھے الفاظ ہیں کہ جب ایک بندہ اپنے رب کے ساتھ اکیلے میں باتیں کرتا ہے، جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے اور اس کے رب کے ساتھ اور تیسرا کوئی نہیں تو وہ اپنے الفاظ میں اس طاقت کو تلاش کرتا ہے کہ ان میں اس محبت کو بیان کیا جا سکے جو اس کے دل کی گہرائیوں میں بستی ہے۔ اس کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ میرے دل کی حالت کا میرے رب سے زیادہ کون جانتا ہے؟ مگر پھر بھی وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ کسی طرح اس محبت کو الفاظ کی شکل دے کر خود بھی اپنی اس کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ایسے ہی کسی وقت میں لکھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ پکار پکار کر بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ سے کس قدر عشق تھا۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے اس نوٹ میں لکھا ہے کہ ’’اومیرے مولیٰ! میرے پیارے مالک! میرے محبوب! میرے معشوق خدا! دنیا کہتی ہے تو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا کہ میں کس حال میں ہوں اس وقت تو مجھے جگاتا ہے اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے پھر میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں‘‘۔ (انوار العلوم جلد ۱ صفحہ 376،375)

آپؑ کی یہ محبت آپؑ کی روزمرہ زندگی میں بھی بڑی واضح طور پر نظر آتی تھی اور آپؑ اکثر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپؑ فرائض نماز کی باقاعدہ ادائیگی کے ساتھ ساتھ چاشت، اشراق اور تہجد میں بھی مداومت اختیار کرتے۔ روزے سوائے بیماری یا سفر کے آپ نے باقاعدگی سے رکھے ہیں۔ روزوں کا اتنا شوق رکھتے تھے کہ ایک مرتبہ آپؑ نے تسلسل کے ساتھ چھ ماہ روزے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن شریف سے بھی آپ کو انتہا درجہ کا عشق تھا اور بچپن سے لے کر وفات تک سینکڑوں گواہیاں موجود ہیں کہ آپؑ کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ’’ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کے قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرت طیبہ صفحہ نمبر 16)

اللہ تعالیٰ کے بعد آپ علیہ السلام نے سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور ایسی محبت کی ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ آپؑ ایک ایسے سچے عاشق تھے کہ اپنے آقا کی محبت میں محو ہو چکے تھے اور پھر اس عشق کے آگے آپؑ نے کسی انسان کی پروا نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس محبت کے نتیجہ میں اپنے آپ کو اپنے محبوب کے رنگ میں اس قدر رنگ لیا تھا کہ پھر آپؑ کا ہر قول و فعل اپنے آقا کے نقشِ قدم پر تھا۔ آپؑ کی اس محبت کو ہر ایک نے محسوس کیا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ”حضرت صاحب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے تو بس والد صاحبؑ کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا“۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201) آپؑ کی یہ محبت آپ کی نظموں میں بھی نظر آئی اور آپؑ نے اس کے ذریعہ بار بار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپؑ کے دل کا واحد مقصد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانا ہے۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا لیکن آپؑ کے سامنے اگر کوئی شخص آپؑ کے آقا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر بیٹھتا تو وہ آپؑ سے برداشت نہ ہوتا۔ آپؑ کو اس قسم کی باتوں سے بہت تکلیف ہوتی اور غصہ آجاتا یہاں تک کہ آپؑ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جایا کرتا اور ایسی محفل سے فوراً اٹھ جایا کرتے۔ دشمن نے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو آپؑ نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا۔ ایسے وقت میں آپؑ کی حالت ایسے سپاہی کی طرح ہو جاتی تھی جو جنگ میں کھڑا اپنے سب سے بڑے دشمن کو سامنے پاتا ہے۔ تب آپؑ خدا تعالیٰ کے شیر کی طرح دشمن کی طرف لپکتے اور قاطع دلائل کے ذریعہ ہر ایک وار کا مقابلہ کرتے۔ یہ وہ عشق تھا جو حضور علیہ السلام کی رگ رگ میں پایا جاتا تھا۔

آپؑ کے اس عشق کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے ذرا سے ذکر سے بھی آپؑ کے چہرے پر وہ محبت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی تھی جو آپؑ کے دل کے کونے کونے میں بستی تھی۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ نے حج کا ذکر کیا اور فرمانے لگے کہ اب تو حج کے لیے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے اس لیے حج کے لیے جانا چاہیے تو اس وقت آنحضرت ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کے تصور میں حضور علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؑ اپنے مبارک ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے اور فرمانے لگے ”یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟ (سیرت طیبہ صفحہ نمبر 35) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسول ﷺ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاک ﷺ کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں خدا اور اس کے رسول سے بے حد عشق تھا، وہاں آپؑ کو اس بات پر بھی مکمل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مسیح اور مہدی بنایا ہے۔ آپ علیہ السلام کو اپنے آپ سے کیے خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر بھی پورا یقین تھا اور آپؑ یہ ایمان رکھتے تھے کہ چاہے جو کچھ بھی ہو جائے خدا تعالیٰ کی بات نہیں ٹل سکتی۔ اس بات کا جہاں اپنے اعتراف کرتے تھے وہاں غیر بھی انکار نہ کر پاتے۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک انگریزی اخبار ”پائنیر“ نے آپؑ کی وفات کے وقت آپؑ کے بارہ میں لکھا کہ ”مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ ان کو ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے“ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 255)۔ یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے جس کے لیے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا تھا اپنے دن رات وقف رکھے۔ آپؑ نے انتھک محنت کرتے ہوئے اپنا سارا کا سارا وقت خدمت دین کے کاموں میں صرف کیا ہے۔ کام میں اتنے مصروف رہتے تھے کہ بعض دفعہ کھانا پینا بھی بھول جایا کرتے یہاں تک کہ کوئی شخص آ کر یاد کراتا تو پھر آپؑ کھانا تناول فرماتے۔ آپؑ نے مختصر سے وقت میں 80 سے زائد کتابیں لکھی ہیں، سینکڑوں اشتہار چھاپے ہیں اور لاکھوں خطوط لکھے ہیں اور اپنا کوئی وقت بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ آپؑ نے بہت سے مباحثے بھی کیے، بہت سی تقاریر بھی کیں۔ ہزاروں لوگ آپؑ سے ملنے آیا کرتے اور آپؑ کے مہمان بنتے، جہاں آپؑ نے ان کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہوئے مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کیے وہاں ہمیشہ اپنے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کا بھی مکمل خیال رکھا۔ آپ نے ہر ایک کو دلائل کے ذریعہ سے قائل کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کو بھی۔ آپ علیہ السلام خود اپنے مشن اور الہامات پر یقین کی انتہا کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان کے متعلق ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ دنیا کی کسی چیز کے متعلق زیادہ سے زیادہ یقین ہو سکتا ہے۔ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 188)

حضور علیہ السلام نے جہاں حقوق اللہ کا خیال رکھا ہے وہاں حقوق العباد کو بھی مکمل طور پر ادا کیا ہے۔ آپؑ نے زندگی میں ہر ایک کے ساتھ پیار کا سلوک کیا ہے اور اگر کسی چیز سے نفرت کی ہے تو وہ صرف گناہ ہے، کبھی کسی گناہگار سے نہیں کی جیسا کہ آپ علیہ السلام نے خود ایک مرتبہ فرمایا: ”دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول“

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

............(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

نمازِ جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ 11/ دسمبر 2018ء کو نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر بشیر احمد شاد صاحب (نارتھ لندن) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر بشیر احمد شاد صاحب (نارتھ لندن)

7 دسمبر 2018ء کو 85 سال کی عمر میں دبئی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی سراج الدین صاحب سرہندی کانپوریؓ کے پوتے تھے۔ 1959ء سے یوکے میں مقیم تھے۔ نارتھ لندن میں نائب صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کی ادائیگی اور چندوں میں باقاعدہ تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم بدر الزمان زاہد صاحب (کارکن وکالت مال لندن) کے ماموں زاد بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب:

1- مکرم عبدالحق صاحب (معلم ابھیاپوری آسام۔ جنوبی ہند۔ انڈیا)

8 نومبر 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 20 سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ 1984ء میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ 1986ء میں والد نے انہیں جامعہ احمدیہ قادیان میں تعلیم کے لیے بھجوایا جہاں آپ نے چار سال تعلیم حاصل۔ مرحوم نے 28 سال تک بطور معلم سلسلہ خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران زیادہ عرصہ جے گاؤں بھوٹان میں گزارا۔ پنجگانہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، سادہ مزاج، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ فیلڈ میں تبلیغ اور تربیت کا کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم محمد صغیر عالم صاحب (مربی سلسلہ) آجکل مغربی بنگال میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرمہ سارہ صدیقہ سعید صاحبہ اہلیہ مکرم (ر) کرنل محمد سعید صاحب (کینیڈا)

19/ اکتوبر 2018ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ صدر لجنہ مانٹریال کے علاوہ پاکستان اور کینیڈا میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کے میاں کو بھی وینکوور اور کیلگری میں بطور آنریری مبلغ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3- مکرم مشہود احمد شاہد صاحب ابن مکرم چوہدری منصور احمد مبشر صاحب (دار العلوم غربی خلیل۔ ربوہ)

27 اور 28 جولائی 2018ء کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری مظفر الدین بنگالی صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مصلح موعودؓ) کے پوتے تھے۔ محلہ میں سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت اور نماز جمعہ کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم سے بہت شغف تھا اور باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ خلافت سے محبت اور عقیدت ان کا خاص وصف تھا۔ کشائش نہ ہونے کے باوجود مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ اپنے کاموں پر دوسروں کو ترجیح دینے والے، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص انسان تھے۔

4- مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب (ربوہ)

21 نومبر 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت نیک، ہمدرد، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ صدر لجنہ داتا زید کا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ مرحوم سابق نیشنل سیکرٹری سمعی بصری۔ جرمنی کی ہمشیرہ تھیں۔

5- مکرم ڈاکٹر ساجد محمود صاحب ابن مکرم مبارک احمد صاحب (نائب امیر ضلع چنیوٹ)

20 نومبر 2018ء کو 41 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے سیکرٹری سمعی بصری ضلع چنیوٹ کے علاوہ تنظیمی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے، بہت ہمدرد، مخلص اور اطاعت گزار انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ سچی اطاعت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

6- مکرم محمد اقبال قمر صاحب ابن مکرم میاں غلام محمد صاحب (طاہر آباد شرقی۔ ربوہ)

21 اکتوبر 2018ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت نبی بخش صاحب (آف پھولے وال گاؤں نزد قادیان) کے پوتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ رمضان میں غریبوں میں راشن بھی تقسیم کیا کرتے تھے۔ بچوں کی تربیت احسن رنگ میں کی۔ خلافت سے گہرا لگاؤ تھا۔ گلبرگ لاہور میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ آنے کے بعد طاہر آباد شرقی میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کے علاوہ نائب صدر محلہ اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔

7- مکرم ملک ناصر احمد صاحب (جرمنی)

18 ستمبر 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، نرم دل، منکسر المزاج، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ دعوت الی اللہ بہت شوق سے کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی اور بچوں کو خلافت اور نظام جماعت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فضل احمد صاحب بطور سیکرٹری امور خارجہ ہمبرگ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

مسائل رمضان المبارک

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(رحمت اللہ بندیشہ ۔مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

رؤیت ھلال کا طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''اِن ملکوں میں جومغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آجائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جاسکتا ہے۔ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہیے۔اس کی رؤیت ضروری ہے۔لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کرلیں یہ چیز غلط ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''خدائے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقّتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا۔مثلاً روزہ رکھنے کے لئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔تب تک رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔ (یعنی جو قواعد سائنسدانوں کی طرف سے اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ جو فلکیات کا یا ستاروں کا علم رکھتے ہیں انہوں نے جو قواعد بنائے ہیں ضروری نہیں کہ ان قواعد کی پابندی کی جائے اور اگر ان کے اندازے یہ کہتے ہیں کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا تو اس کے مطابق عمل کرو اور چاند کو دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو یہ غلط ہے۔آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نہیں ہوتا رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو) اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالا یطاق ہے۔ (بلاوجہ اسی بات پہ عمل کرنا کہ کیونکہ ہمیں اندازے یہ بتا رہے ہیں اس لئے اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کریں گے یہ بلا وجہ کی ایک تکلیف ہے۔) فرمایا کہ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔سو یہ بڑی سیدھی بات (ہے) اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہیں (یعنی صرف ستاروں اور اجرام فلکی کا علم رکھنے والوں کے محتاج نہ رہیں) اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رؤیت پر مدار رکھیں۔صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں۔ (چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ اگر دیکھنے کی کوشش کی جائے اور نظر نہ آئے تو پھر جو حساب کتاب ہے اس پہ بھی انحصار کیا جاسکتا ہے اور اس بات پہ بھی انحصار ہو کہ تیس دن سے زیادہ اوپر نہ جائیں۔ اور فرمایا کہ) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقت میں عند العقل رؤیت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ (عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جو آنکھوں سے دیکھنا ہے اس کو صرف حسابی اندازے جو ہیں ان اندازوں پر بہرحال فوقیت ہے۔) فرمایا کہ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رؤیت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی ایجاد کئے۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 193-192)

جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقلمند لوگ ہیں، سائنسدان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہرحال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُوربینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرام فلکی کو دیکھتے ہیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہوجائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہوجائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہوگیا کہ نظر آ گیا تھا۔اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہیے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہیے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 437۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء۔صفحہ 6-5)

نماز تراویح کی حقیقت اور اسکی رکعات

اسی طرح تراویح کے بارے میں بعض سوال ہیں۔ اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھادی جائے تو کیا جائز ہوگا؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ 'کچھ حرج نہیں۔ پڑھ لیں۔'

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ (مناسب تو یہی ہے کہ تہجد کے وقت اٹھ کے آٹھ رکعت پڑھا جائے لیکن اگر پہلی رات پڑھ لو تو پھر بھی جائز ہے۔) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 113۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ جو بیس رکعات یا زیادہ رکعات والی باتیں ہیں یہ تو بعد کی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ رکعت تہجد ہے۔ ایک صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیے اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔فرمایا 'سفر میں دوگانہ سنت ہے۔تراویح بھی سنت ہے۔ پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے۔ کوئی نئی نماز نہیں ہے۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔'

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 22۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء۔صفحہ 9)

مسافر اور مریض

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر ان دنوں میں روزے نہ رکھو۔ اور یہ روزے دوسرے دنوں میں جب سہولت ہو پورے کرلو۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ اس وقت چونکہ تمام گھر والے روزے رکھ رہے ہیں جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اٹھنے میں آسانی ہے، زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑتا، جیسے تیسے روزے رکھ لیں، بعد میں کون رکھے گا۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجالانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو تین کوس کا سفر بھی سفر ہے اگر سفر کی نیت سے ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں برداشت ہے، ہم برداشت کرسکتے ہیں تو ایسے لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت میں رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے۔ (مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ) اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر 4 بتاریخ 31 جنوری 1907ء) پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام کے روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل کرسکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا'' (البدر بتاریخ 17/ اکتوبر 1907ء) (الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 دسمبر 2003ء۔صفحہ نمبر 7-6۔خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 424)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''ایسے لوگ جو اس لئے کہ گھر میں آج کل روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہیے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کئے جائیں۔ اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 دسمبر 2003ء۔صفحہ نمبر 7۔خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 424)

روزے میں سفر نہ کرنے کی کیا حد ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں کہ

''بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجالانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو تین کوس کا سفر بھی سفر ہے اگر سفر کی نیت سے ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ اکتوبر 2004ء۔خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 742)

مرکز میں قیام کے دوران روزہ رکھنا جائز ہے

''قیام کے دوران روزوں کے بارے میں حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ روزوں کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رجسٹر نمبر 5 دارالافتاء ربوہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان) کیونکہ قادیان وطن ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء)

باقی صفحہ نمبر 18 پر

جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے 28ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

نماز تہجد، علمائے سلسلہ کی ٹھوس تقاریر، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معززین کی جلسہ میں شرکت

پریس کانفرنس کا انعقاد۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ سالانہ کی وسیع پیمانے پر کوریج

الحمدللہ امسال برکینا فاسو کا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ 29، 30 اور 31 مارچ 2019ء کو ملک کے دارالحکومت واگاڈوگو کے قریب ایک جماعتی قطعہ "بستان مہدی" میں منعقد ہوا۔ جلسہ کے خطابات فرنچ اور اردو زبان میں ہوئے اور پھر مزید تین لوکل زبانوں (مورے، جولا اور فلفلدے) میں ان کے تراجم پیش کیے جاتے رہے۔

اس جلسہ کے لیے مہمان خصوصی اور نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم ومحترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب، مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ و ناظر دعوت الی اللہ پاکستان سے تشریف لائے۔

دیگر مہمانان کرام میں جماعت احمدیہ گھانا کا وفد اور بیلجیم کے نائب امیر جماعت ومشنری انچارج مکرم ومحترم حافظ احسان سکندر صاحب بھی شامل تھے۔

جلسہ کے آغاز سے قبل امیر ومشنری انچارج برکینا فاسو مکرم ومحترم محمود ناصر ثاقب صاحب اور افسر جلسہ سالانہ مکرم ومحترم عبد الرحمٰن جیالو صاحب نے ایک پریس کانفرنس بلائی جس میں جلسہ سالانہ برکینا فاسو کے اس سال کے موضوع "ذکر الٰہی" اور جماعت کے بارہ میں آگاہ کیا گیا اور صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیے۔

جلسہ کے آغاز سے ایک روز قبل 28 مارچ کو مکرم نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقام جلسہ اور تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔

پہلا دن:۔ 29 مارچ 2019 بروز جمعہ: دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس بعنوان "ذکر الٰہی" سے ہوا۔ بعد خطبہ جمعہ از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو بجے دوپہر امیر ومشنری انچارج صاحب نے ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد پرچم کشائی اور دعا سے اس بابرکت جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

افتتاحی تقریب کی صدارت بیلجیم کے نائب امیر جماعت ومشنری انچارج مکرم ومحترم حافظ احسان سکندر صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم "حمد وثناء اسی کو" کے بعد افسر صاحب جلسہ سالانہ نے تمام مہمانان کرام اور شاملین کو خوش آمدید کہا اس کے بعد صدر مجلس نے افتتاحی خطاب میں امسال کے جلسہ سالانہ کے موضوع "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" یقیناً دل اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں، پر ایک تقریر کی۔ اس افتتاحی اجلاس میں سٹیٹ منسٹر آف ٹیریٹوریل ایڈمنسٹریشن Mr.Simonon Sawadogo بھی اپنے وفد کے ہمراہ جس میں گورنر واگاڈوگو اور تین ممبران پارلیمنٹ شامل تھے، نے شاملین جلسہ سے خطاب کیا۔ معزز مہمانوں کے تاثرات پر اس اجلاس کا اختتام ہوا۔ اس افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے صحافیوں کے مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے پہلے وزیر صاحب نے کہا کہ "اسلام امن کا مذہب ہے اور کوئی بھی مذہب دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا اور آجکل یہ بہت ضروری ہے کہ جو اس جلسہ کا موضوع ہے، اپنے خدا سے تعلق قائم کیا جائے۔ ان کے بعد مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے صحافیوں کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ "ہمارا یہ جلسہ کا موضوع ہی آجکل کے تمام مسائل کا حل ہے"۔ بعد ازاں وزیر صاحب نے اپنے وفد کے ہمراہ نمائش کا دورہ کیا جس پر انہوں نے برملا حیرت کا اظہار کیا اور تاثرات والی کتاب میں اپنے اچھے تاثرات درج کرتے ہوئے لکھا کہ "میں اس نمائش جو کہ جماعت احمدیہ اور اس کی خدمت انسانیت پر مبنی ہے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اللہ آپ کا مددگار ہو۔" آمین۔

دوسرا دن:۔ 30 مارچ 2019 بروز ہفتہ:۔ دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس بعنوان "نماز کی اہمیت" سے ہوا۔ صبح دس بجے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت امیر ومشنری انچارج صاحب نے فرمائی اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ومحترم عطاء الحبیب صاحب مبلغ سلسلہ ریجنل مشنری فادا نے بعنوان "ہمارا خدا کون ہے؟" کے موضوع پر کی۔ بعدہٗ جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کے طلباء پر مشتمل ایک گروپ نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعودؑ کا تحریر کردہ معرکۃ الآراء قصیدہ پیش کیا۔ اس اجلاس کی دوسری اور آخری تقریر مکرم ومحترم ابوبکر سانوگو صاحب نے اسلام میں اختلافات کی تاریخ کے موضوع پر کی۔

نماز ظہر وعصر اور کھانے کے بعد شام پانچ بجے دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا اس اجلاس کی صدارت مکرم ومحترم الحاج جبریل صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں مکرم ومحترم بگاین رزاق صاحب نے "برکات خلافت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور یوں اس دوسرے اجلاس کا اختتام ہوا۔ اسی دن رات 9 بجے احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن برکینا فاسو نے ایک گفتگو "ڈسکشن فورم" کا انعقاد کیا جس کا عنوان "دین اور عقل" تھا اور اس فورم میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ مدعو تھے ان میں عیسائی کیتھولک چرچ کے نمائندہ اور ان کے ساتھ ایک وفد، بہائی مذہب کے نمائندہ، تحریک رئیل ازم کے نمائندہ اور جماعت احمدیہ کے نمائندہ بطور مہمانان خطاب کے لیے مدعو تھے۔

اس فورم کے آغاز سے قبل مہمانان نے جماعتی نمائش کو بڑی دلچسپی سے دیکھا اور مختلف سوالات پوچھے اور آخر میں اپنے تاثرات بھی قلمبند کیے۔

عیسائی کیتھولک چرچ کے نمائندہ AB.A.ETIENE KABORE اپنے وفد کے ہمراہ نمائش کا بالتفصیل معائنہ کرنے کے بعد تاثرات میں لکھتے ہیں کہ "میں آج ڈسکشن فورم میں چرچ کی نمائندگی کرنے آیا ہوں نمائش دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں اور اسلام احمدیت کے بارہ میں کافی معلومات حاصل کی ہیں اللہ آپ کو اس مکالماتی فورم کو اچھا منعقد کرنے کی توفیق دے آمین"۔

ایک معمر عیسائی فادر نے جو کہ برکینا فاسو میں 52 سال سے متعین ہیں اور یورپین ہونے کی وجہ سے باقی صفحہ نمبر 20 پر

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ اکتوبر، نومبر 2018ء

28 مختلف شعبہ جات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو

مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ یو ایس اے سے روانگی اور مسجد فضل لندن میں ورود مسعود

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

5/ نومبر 2018ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر چالیس منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الرحمٰن کے ایک ہال میں تشریف لائے جہاں مختلف شعبہ جات کی گروپ تصاویر کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

درج ذیل 28 شعبہ جات نے باری باری گروپس کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

☆ گروپ سیکیورٹی حفاظت خاص۔
☆ ممبران نیشنل مجلس عاملہ جماعت یو ایس اے۔
☆ مبلغین کرام یو ایس اے۔
☆ کارکنان شعبہ ضیافت جنرل۔
☆ کارکنان شعبہ ضیافت۔
☆ شعبہ ملاقات۔
☆ انتظامیہ جس نے دورہ کے پروگرام آرگنائز کئے۔
☆ شعبہ تعلیم القرآن، وقف عارضی (تقریبات آمین آرگنائزیشن)۔
☆ شعبہ رہائش۔
☆ شعبہ پارکنگ و ٹریفک کنٹرول ☆ شعبہ سٹاف، انتظامیہ مسجد بیت الرحمٰن۔
☆ شعبہ سمعی و بصری (لوکل)۔
☆ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ یو ایس اے۔
☆ شعبہ قضاء۔
☆ شعبہ امور خارجیہ۔
☆ گروپ اطفال الاحمدیہ (جس نے وقف عارضی میں حصہ لیا)۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ان اطفال کو قلم عطا فرمائے۔
☆ میڈیا ٹیم۔
☆ شعبہ امور عامہ۔
☆ اساتذہ، طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا۔
☆ مبلغین کرام جماعت احمدیہ کینیڈا۔

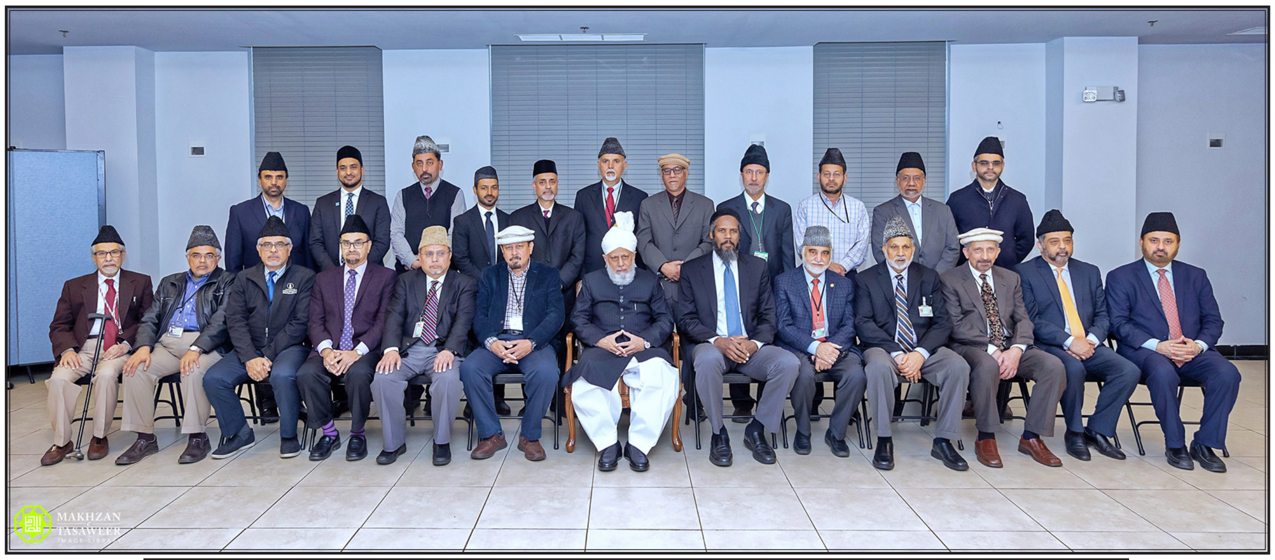

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت معیّت میں نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ یو ایس اے کی ایک تصویر

☆ سٹاف MTA ٹیلی پورٹ یو ایس اے۔
☆ شعبہ قافلہ ٹرانسپورٹ۔
☆ شعبہ فوٹوگرافرز۔
☆ شعبہ جائیداد۔
☆ شعبہ سیکیورٹی (خدام جو مختلف بیرونی پوسٹوں پر متعین تھے)۔
☆ MTA انٹرنیشنل لندن (مرکزی ٹیم MTA جس نے اس دورہ کی مکمل کوریج کی)

تصاویر کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ امریکہ کا آج اختتام ہو رہا تھا۔ آج شام امریکہ سے واپس لندن برطانیہ کے لیے روانگی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لیے دوپہر سے ہی احباب جماعت مختلف جماعتوں سے مسجد بیت الرحمٰن جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔

حضور انور کی امریکہ سے روانگی

سات بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی احباب جماعت نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ نعرے بلند کیے۔ سبھی کے ہاتھ بلند تھے۔ خواتین اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ بچیاں گروپس کی صورت میں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت احباب کے قریب تشریف لے گئے اور کچھ وقت کے لیے احباب میں رونق افروز رہے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس دوران بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔ احباب و خواتین یہاں تک کہ بچوں کی آنکھوں میں بھی آنسو نظر آرہے تھے۔ ہر چھوٹا بڑا افسردہ تھا۔ جب حضور انور کی گاڑی مسجد بیت الرحمٰن کے بیرونی احاطہ سے روانہ ہوئی تو احباب کے ہاتھ فضا میں بلند تھے اور ہر طرف سے السلام علیکم، فی امان اللہ اور خدا حافظ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

قریباً آٹھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئر پورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور کی ایئر پورٹ پر آمد سے قبل ہی سامان کی بکنگ اور بورڈنگ پاس کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے ایئر پورٹ کے پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کو اپنے ساتھ ایئر پورٹ کے اندر لے گئے۔

امیگریشن کے لیے ایک علیحدہ جگہ مخصوص کر کے خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک سپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

دس بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت یو ایس اے، محترمہ صاحبزادی امۃ المصور صاحبہ اہلیہ امیر صاحب امریکہ، مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت امریکہ، مکرم ملک وسیم احمد صاحب نائب امیر جماعت امریکہ، مکرم منعم نعیم صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یو ایس اے حضور انور کو الوداع کہنے کے لیے حضور انور کے ساتھ ایئر پورٹ کے اندر تک آئے تھے۔ ان سبھی احباب نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ صاحبزادی امۃ المصور صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو الوداع کہا۔ بعد ازاں حضور انور جہاز کے اندر تشریف لے گئے۔

لندن ورودِ مسعود

برٹش ایئر ویز کی پرواز BA292 دس بج کر چالیس منٹ پر واشنگٹن کے Dullas انٹرنیشنل ایئر پورٹ سے ہیتھرو ایئر پورٹ لندن کے لیے روانہ ہوئی۔ قریباً پونے سات گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد برطانیہ کے مقامی وقت کے مطابق 6/ نومبر بروز منگل کی صبح دس بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز ہیتھرو ایئر پورٹ لندن پر اُترا۔ جہاز کے دروازہ پر ایئر پورٹ کے ایک پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں حضور انور خصوصی انتظام کے تحت ایک سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ اسی لاؤنج میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یو کے، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن اور مکرم عمران ظفر صاحب مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ یو کے نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اسی لاؤنج میں امیگریشن آفیسر نے آکر پاسپورٹ دیکھے۔

گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر ایئر پورٹ سے مسجد فضل لندن کے لیے روانگی ہوئی۔ قریباً ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں نے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور حضور انور کو ...باقی صفحہ نمبر 21 پر

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

.........از صفحہ نمبر 24

شرمندگی پیدا ہو۔ ایک لمحہ کے لیے بھی اس بات سے ہر گز مت گھبرائیں کہ آپ کے دینی عقائد کی وجہ سے دوسرے لوگ کیا کہیں گے یا یہ کہ آپ کو تمسخر کا نشانہ بنائیں گے۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کو کرنے دیں۔

بعض لوگ پردے اور حجاب پر تنقید کرتے ہیں، بعض ہمارے طریق عبادت یعنی نماز کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بدقسمتی سے کچھ احمدی نوجوان اس وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور شرمندگی اور ہتک محسوس کرنے لگتے ہیں۔

اگر آپ کو اپنے دین پر عمل کرنے کی وجہ سے تمسخر کا نشانہ بنایا جارہا ہے تو اس کو اپنی بے عزتی ہر گز خیال نہ کریں بلکہ اس کو اپنے لیے ایک اعزاز اور باعثِ فخر خیال کریں۔ کیونکہ آپ مشکل وقت میں اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہی ہیں۔ ایسے حالات میں صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا سر اٹھا کر چلنا ہی اس دنیا میں وقار اور عزتِ نفس قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اپنی اقدار کو بھلایا نہیں۔ آجکل بہت سے لوگوں نے خصوصاً مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے اپنی حقیقی دینی شناخت کو کھو دیا ہے۔ وہ لوگ بھی جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے ہیں ایسی زندگی گزار رہے ہیں کہ ان کا مذہب سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ مغربی معاشرے کے بہت سے نوجوان کہنے کو تو مسیحی ہی کہلاتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کی ایک بڑی اکثریت مسیحیت کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہے اور ان کا چرچ کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

پچھلی نسل کے گزر جانے کے بعد جو کہ مذہب کی طرف مائل تھی دورِ حاضر کی نوجوان نسل میں مذہبی رجحان ناپَید ہو جانے کے نتیجہ میں بہت سے چرچ ویران ہو چکے ہیں اور حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ سرِ عام نیلام ہو رہے ہیں۔ اس نسل کو اس بات کا احساس تک نہیں رہا کہ مقدس عبادت گاہ کو فروخت کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔

اسی طرح آج کل کا معاشرہ نام نہاد آزادی کے نام پر اپنے آپ کو انتہائی جدّت پسند اور ترقی یافتہ خیال کرنے لگ گیا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے تہذیب کی اعلیٰ حدوں کو چھو لیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے معاشرہ مذہبی تعلیمات سے دور ہوتا گیا ویسے ویسے اخلاقی معیار گرتے چلے گئے۔ جدید معاشرہ اخلاقیات اور نیکی میں بڑھنے کی بجائے پستیوں میں گرتا گیا۔ خدا سے دوری کی وجہ سے آج انسان تہذیب کے بنیادی اصولوں سے بھی دور ہٹ چکا ہے۔ مثلاً اس جدّت پسند دور میں اس بات کو معمولی سمجھا جاتا ہے کہ بچے والدین سے عزت سے پیش نہ آئیں یا ان کی بات نہ مانیں۔ یہاں تک کہ بچے کا اپنے والدین اور بڑوں کے لیے احترام بھی ختم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کو بھی ’آزادی‘ اور ’خود مختاری‘ کا نام دیا جاتا ہے۔

اعدادو شمار یہ بتاتے ہیں کہ اگر والدین اپنے بچوں کے ساتھ معمولی سی سختی بھی کریں تو یہاں کے مقامی سرکاری ادارے دخل اندازی کرتے ہیں اور بعض اوقات پولیس کو بھی بلا لیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خاندانی اکائی ٹوٹ رہی ہے۔

کیا اس معاشرے کی کامیابی کا معیار یہ ہے کہ یہاں پر بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد سوشل کیئر میں داخل کی جارہی ہے اور یہ کہ حکومتی انتظامیہ کو ان کی فلاح و بہبود کے لیے دخل اندازی کرنی پڑتی ہے۔ کیا اسی کو ترقی کہتے ہیں؟ کیا یہی جدت ہے؟ کیا یہی ہمارے دَور کی سب سے بڑی کامیابی ہے؟ اگرچہ دیر سے ہی سہی لیکن معاشرے کو اس بے لگام آزادی کے نقصانات کا ادراک ہونا شروع ہو چکا ہے۔ مثلاً یہ دیکھنے کے بعد کہ خاندان کی اکائی ختم ہو چکی ہے اور بچوں میں اپنے بڑوں کے لیے ادب برائے نام بھی نہیں رہا اب مغربی معاشرے میں بھی کچھ لوگ اس کے خلاف اپنے تحفظات کا اظہار کرنے لگے ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ **معاشرے کے امن وسکون کا تعلق گھریلو امن وسکون سے ہے** اور گھریلو سکون اچھے اخلاق، میاں اور بیوی، والدین اور اولاد کے باہمی حسن سلوک، ادب و احترام کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے **واقفاتِ نَو ہونے کی حیثیت میں آپ ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا آپ کے لیے ضروری ہے۔**

قطع نظر اس کے کہ آپ بچیاں ہیں، نوجوان ہیں یا پختہ عمر کی ہیں آپ تمام واقفاتِ نَو پر لازم ہے کہ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق ادا کریں۔ آپ میں سے جو شادی شدہ ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے بچوں اور خاوندوں سے محبت کا تعلق رکھیں، ان کے حقوق ادا کریں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ **آپ کا گھرانہ اسلامی روایات کی عملی تصویر ہو۔**

جیسے کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ قرآنِ کریم جیسی بے نظیر کتاب کی تعلیمات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہنی چاہیے۔ لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کریں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام کی تفاسیر کا مطالعہ کریں اور اس امر میں فخر محسوس کریں کہ آپ ایک زندہ خدا کو ماننے والی اور ایک عظیم الشان نبیؐ کی پیروکار ہیں جس کی بیان فرمودہ تعلیمات رہتی دنیا تک قائم رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔

اس بات کو بھی باعثِ فخر سمجھیں کہ ہمارا ایمان ہمارے لیے دنیا و آخرت میں نجات کا باعث ہو گا۔

اگر آپ قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں گی تو یقیناً آپ اپنی روزمرّہ زندگی اور اپنے گھروں میں ہی جنت کا نظارہ دیکھ لیں گی۔

میں واقفین نَو بچوں کے والدین کو بھی یہ یاد کروانا چاہتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ یہ مدّنظر رکھنا چاہیے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو اسلام کی خاطر وقف کیا ہے اور اگر وہ ان کے لیے نیک نمونہ نہیں بنیں گے تو اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہے ہوں گے۔ یہ قصور اُن کا ہو گا کہ ان کا وقف کیا ہوا بچہ ہماری جماعت کی خاطر ایک مفید وجود نہیں بن سکا۔ **پس اپنے بچے کو وقف کرنے کا یہ بھی مطلب ہے کہ عمر بھر کے لیے اپنے نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کا عہد کریں۔**

اسی طرح ان واقفاتِ نو کو بھی جن کی شادی ہو چکی ہے اور وہ خود بھی مائیں بن چکی ہیں اس عہد کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہیے جو پہلے ان کے والدین نے کیا اور اب انہوں نے اپنی اولاد کے لیے کرنا پسند کیا کہ انہوں نے اپنے بچوں کی بہترین رنگ میں تربیت کرنی ہے اور ان کے لیے نیکی کا ایسا نمونہ قائم کرنا ہے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چل کر بہترین تربیت پا سکیں۔ اگر آپ اس طرح اپنی زندگی کو گزاریں گی تو جماعت ہمیشہ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ ان شاء اللہ

اسلام میں عورت کا مقام اس قدر بلند ہے کہ عورتوں ہی کی اعلیٰ کاوشوں کی بدولت آئندہ آنے والی نسلیں اپنے ایمان پر قائم رہیں گی۔ اگر مائیں اپنی اہم ترین ذمہ داری نبھانے والی ہوں تو ہمارے مذہبی عقائد ہماری آنے والی نسلوں میں راسخ رہیں گے ورنہ ہمارا حال بھی ان دیگر مذاہب کی طرح ہو جائے گا جنہوں نے وقت کے ساتھ اپنی اقدار اور روایات کو کھو دیا۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ عیسائی اپنے گرجا گھر بیچ رہے ہیں اور کچھ یہودی بھی اپنے معبدوں کے ساتھ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم اپنے ایمان پر نیک نیتی سے قائم نہیں رہیں گے اور آنے والی نسلوں کے لیے نیک نمونہ پیش نہیں کریں گے تو ہماری مسجدیں بھی دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کی طرح ویران اور بے آباد ہو جائیں گی۔ لیکن ان شاء اللہ ایسا وقت ہر گز نہیں آئے گا کیونکہ یہ **اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام قیامت تک ایک زندہ مذہب کے طور پر قائم رہے گا۔** اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کے احیائے نَو کے لیے بھیجا اور آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ دوبارہ قائم فرمایا۔

لہٰذا ایسا تو نہیں ہو گا کہ ہماری مساجد بیچی جائیں یا جماعت کی ترقی رک جائے۔ ہاں! وہ لوگ جو اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی برتیں گے اور ایمان پر قائم نہیں رہیں گے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور ان کی نسلیں بھی اس مادہ پرست دنیا میں کھو جائیں گی۔

ایک احمدی عورت، ایک احمدی ماں، ایک احمدی بیٹی اور ایک واقفہ زندگی ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے فرائض یاد رہنے چاہئیں۔ بے شک آپ مستقل طور پر کسی جماعتی ادارے میں خدمات نہ بجا لا رہی ہوں، آپ سب واقفات زندگی ہیں لہٰذا اپنے دینی علم میں اضافہ کرتی رہیں تا کہ آپ اپنے عقیدے کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھال سکیں اور اسلامی اقدار اپنے بچوں میں راسخ کر سکیں۔ نیک بنیں اور اعلیٰ اخلاق پر قائم رہیں، ہمیشہ سچ بولیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور ہر روز پہلے سے بہتر مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اسی صورت میں ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ہماری اولاد اور آئندہ آنے والی نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہوں گی اور بڑے ہو کر جماعت کے لیے باعث فخر ہوں گی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے سب سے ضروری یہ بات ہے کہ وہ ہمیشہ تقویٰ کو مقدم رکھیں، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی نیکی اور اچھی عادت کو اپنانے والے ہوں۔ اسلام کے لیے جانفشانی اور وفاداری سے خدمت بجا لانے والے ہوں۔ اس لیے کوشش کریں کہ آپ سب سے زیادہ سچی، سب سے زیادہ محنتی اور اسلام کی خدمت کرنے والی، سب سے وفادار خدمتگار بنیں۔ اسلام کے پیغام کو پھیلانا اپنی عمر بھر کی ذمہ داری سمجھیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب لوگوں کو نیکی اور تقویٰ سے زندگی گزارنے اور اپنے خالق سے قرب میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنی گود میں پلنے والی نسلوں کی اس طریق پر پرورش کرنے والی ہوں کہ جن سے جماعت کی روحانی، اخلاقی اور علمی ترقی کے سامان ہوتے رہیں اور کوئی ایسا احمدی بچہ نہ ہو جو اسلامی تعلیمات سے دور جا کر اپنی زندگی کو ضائع کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ سب حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والی اور جماعت احمدیہ کے لیے مفید وجود بنیں اور جماعت کے لیے مستقل طور پر ایک باعث فخر وجود ہوں۔ آمین

(ترجمہ: ٹیم تراجم ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

☆…☆…☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 22

جو زائد کام کے دباؤ کے دنوں میں بڑھ جاتی تھی۔ علمِ طب سے آگاہی رکھنے والے جانتے ہیں کہ ہیضہ میں بیماری کی یہ طرز بالکل نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہیضہ کے مریض کی پانی اور نمکیات کی کمی دُور کر دی جائے تو اُس کی طبیعت سنبھل جاتی ہے لیکن جب حضورؑ کو Saline کا ٹیکہ لگایا گیا تو آپؑ کی طبیعت سنبھلنے کی بجائے تیزی سے بگڑتی گئی۔

حضورؑ کے وصال کے بارہ میں کسی ایک روایت کا یہ جملہ مخالفین پیش کرتے ہیں کہ جب بیماری شروع ہوئی تو ہیضہ کا خدشہ ظاہر کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر مریضوں کا جب علاج شروع کیا جاتا ہے تو ہمیشہ ایک سے زائد امراض تشخیص کی فہرست میں رکھے جاتے ہیں۔ اسے میڈیسن کی اصطلاح میں Provisional Diagnosis کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں ٹسٹوں کے نتائج، علاج کا ردّ عمل، مریض کی ہسٹری وغیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تشخیص قائم رہتی ہے اور باقی امکانات کو ردّ کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخالفین نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ حضورؑ کی وفات کو پوشیدہ رکھا گیا۔ ’’کرزن گزٹ‘‘ نے تو یہ بھی لکھا کہ 26/مئی کو مرزا صاحب انتقال کر چکے تھے مگر کچھ عرصہ تک کسی خاص مصلحت سے اُن کا مرنا مشہور نہیں کیا۔ جس وقت ڈاکیا منی آرڈر لے کر آیا تو اُن کے کسی مرید نے دستخط کر کے رقم وصول کی۔ ڈاکخانہ میں جب دستخط ملائے گئے تو تفتیش ہوئی اور مرزا صاحب کے انتقال کا راز کھلا۔

مذکورہ خبر کا جھوٹ اسی بات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر 27 مئی کے پیسہ اخبار میں شائع ہوگئی تھی۔ اور حضورؑ کی وفات کے فوراً بعد اوباش مخالفین جن میں اسلامیہ کالج کے کچھ پروفیسر بھی شامل تھے حضورؑ کی رہائشگاہ کے سامنے جمع ہو کر سوانگ نکالنے اور تمسخر کرنے میں شامل رہے۔ پس اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا وصال اپنی ذات میں ایک نشان تھا کیونکہ آپؑ نے بمطابق الہام اس کے بارہ میں بار بار پیشگوئی فرمائی تھی۔

☆…☆…☆

فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کف گیروں سے

احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ

(لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ سرینام، جنوبی امریکہ)

قسط نمبر 2

مسئلہ تکفیر

فرزند ارجمند حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے رفقاء کی جانب سے جو الزام بڑی شدت سے لگایا اور دہرایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور گذشتہ ایک سو سال میں ان کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر میں ”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے عقائد“ بڑے طمطراق سے پیش کیے جاتے ہیں اور یہ لکھا جاتا ہے کہ ”کوئی کلمہ گو کافر نہیں“۔ اخبار پیغام صلح کا ایک اداریہ ملاحظہ ہو: ”پھر ایسا وقت بھی آیا کہ ”صدر انجمن احمدیہ قادیان“ میں بانی تحریک احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کے عقائد کے برعکس افراط و تفریط پر مبنی تکفیری نظریات کو منظم انداز میں فروغ دیا جانا شروع کیا گیا۔ وہ تحریک جو اصلاح کے لیے کھڑی ہوئی تھی، جب امت کے لیے فتنہ بنتی دکھائی دی تو مجاہد و مجدد احمدیت مولانا محمد علیؒ نے اصلاح کی کوشش کی مگر ناکامی پر ان تکفیری عقائد سے بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے انتہائی نامساعد حالات میں 1914ء میں احمدیہ انجمن لاہور کی بنیاد رکھی اور احمدیہ تحریک کی اصل روح، اعلائے کلمۃ اللہ اور اصل عقائد کو بچالیا“۔

(پیغام صلح یکم تا 31 دسمبر 2014ء صفحہ 2۔ جلد 101، شمارہ 24،23)

موجودہ امیر بیان کرتے ہیں: ”سب سے اہم بات جو ہم نے دنیا پر ظاہر کرنی ہے اور اسے میں سب کا فرض سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ احمدیہ انجمن لاہور کا قیام اس لیے ضروری ہوا کہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء اسلام اور امام زماں کے اصلی عقیدے کے علاوہ کسی اَور دین یا خیالات کے ساتھ سمجھوتہ ہرگز نہیں کر سکتے تھے اور نہ یہ اس بات کو قبول کر سکتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اَور نبی آسکتا ہے، اور نہ کوئی کلمہ گو حضرت صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جاسکتا ہے“۔

(پیغام صلح یکم تا 31 دسمبر 2013ء صفحہ 3۔ جلد 100، شمارہ 23، 24)

”ہم ہی ایک وہ واحد جماعت ہیں جو تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی پرانے نہ نئے نبی آنے کے انتظار میں ہے۔ اور اس طرح یہ جماعت ہی ہے جو خاتم النبیین کے عقیدے پر قائم ہے۔ ہم ہی ہیں جو خاتم النبیین کی کسی تشریح میں نہیں الجھتے اور اسی تشریح پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ آپ نے فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ بار بار اور اپنی زندگی کے آخری گھنٹوں تک مسلسل اس کا انکار کیا۔ حضرت مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیان چھوڑنا اور لاہور میں آجانا، آپ کے اس انکار نبوت پر مکمل یقین کی وجہ سے ہی تھا۔ اور اسی مقصد کے لیے تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی اصل تعلیم کو زندہ رکھا جائے“۔

(پیغام صلح یکم تا 31 مئی 2014ء، صفحہ 2۔ جلد 101، شمارہ 10،9)

اس زمانے کا نذیر اس مسئلے پر کیا لکھتا ہے، وہ ہدیہ قارئین ہے: ”دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری ذلّت اور اہانت ہو۔ مگر اپنی بدقسمتی سے آخر نامُراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا اور قریباً دو سو مولوی نے اس پر مہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھہرایا گیا۔ اور ان فتووں میں یہاں تک تشدّد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیے اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہیے اور ان کے پیچھے نماز درست نہیں کافر جو ہوئے۔ بلکہ چاہیے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر ہیں۔ مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں۔ اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہیے۔ اور ان کا مال چرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مہدی خُونی کے آنے سے انکاری اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود ان فتووں کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دنوں میں یہ فتویٰ ملک میں شائع کیا گیا اُن دنوں میں دس آدمی بھی میری بیعت میں نہ تھے مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمّہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفّر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتویٔ کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے، اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اِس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب اُنھیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔ غرض ان لوگوں نے چند روز تک اس جھوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور پھر جب وہ خوشی باسی ہو گئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ تو پھر کسی اَور منصوبہ کی تلاش میں لگے“۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 122 تا 124)

پھر منکرین اور مخالفین کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ببانگ دہل فرماتے ہیں: ”میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لیے آسمان سے نشان ظاہر کیے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حُجّت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مؤاخذہ ہو گا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لیے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپؐ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہو گا“۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 185،184)

پھر فرماتے ہیں: ”میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے...... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے والنّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا“۔

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 15،14۔ ایڈیشن 1984ء لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس نزاعی مسئلہ پر واضح لفظوں میں روشنی ڈالی، فرماتے ہیں: ”ہر نبی کے زمانے میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے۔ ایچا پیچی کرنی اور بات ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نے کفر، ایمان، شر کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے، ان کے وقت دو ہی قومیں تھیں ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں، جو اب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کو کیا کہیں...... غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیے گئے ہیں۔ حضرت صاحب خدا کے مرسَل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے، جس میں آنے والے کا نام ’نبی اللہ‘ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کو ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار کو ہی کہتے ہیں۔ ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھ لو، جس طرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو۔ اسی طرح پر مرزا صاحب کا انکار کر کے ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔ ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمّے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہے ہیں۔ اَور کوئی کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں“۔

(تاریخ احمدیت جلد 3، صفحہ 402۔ ایڈیشن 2007ء قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جب آپ ہمیں کافر کہتے ہیں اور سارے مسلمان کافر کہہ رہے ہیں تو آپ ہمیں حضرت محمد ﷺ کا کافر کہہ رہے ہیں، جو واقعہ کے خلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں، آپؐ کے دین کے عاشق، آپؐ کے ادنیٰ غلام، قرآن کریم کے تابع، سنت کے تابع، دعویٰ ہمارا یہ ہے، آپ کہتے ہیں۔ نہیں جھوٹ بولتے ہو تم آنحضرت ﷺ کے کافر ہو۔ اس لیے ہمارے دعویٰ کے خلاف آپ بات کر رہے ہیں، یہ انصاف نہیں ہے۔ ہم جن معنوں میں آپ کو کافر کہتے ہیں، آپ کے دعویٰ کے مطابق کہتے ہیں۔ اس لیے آپ کو شکوہ کس بات کا ہے۔ ہم کہتے ہیں آپ امام مہدی کے کافر ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ ہمارے لیے اَور معقول راستہ کون سا ہے۔ جس کو ہم نے امام مہدی مانا یا تو ہم جھوٹ بول رہے یا سچ بول رہے ہیں۔ تیسری تو شکل ہی کوئی نہیں۔ ہم نے سچا سمجھ کے مانا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں، ورنہ اتنی مصیبتیں کیوں اٹھاتے اس راستے میں۔ پاکستان میں جو ہم سے ہو رہا ہے وہ کوئی جھوٹی قوم تو برداشت نہیں کر سکتی، ہم نے یقیناً سچا سمجھ کے مانا ہے، تو جو امام مہدی کو سمجھتا ہے کہ امام مہدی آ گیا اور سچا ہے، اس کے منکر کو وہ امام مہدی کا منکر نہ کہے تو کیا کہے گا۔ کیا اس کے سوا کوئی تیسری صورت ہے ہمارے لیے؟......... جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے یا کلمہ پڑھ لے اس کو غیر مسلم کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ نہ جماعت احمدیہ کو ہے نہ کسی اَور جماعت کو ہے۔ اس لیے ہم آپ کے اقرار کے خلاف کبھی کوئی فتویٰ نہ دیتے ہیں، نہ آج تک کبھی دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں آپ مسلمان ہیں، لیکن مسلمان رہتے ہوئے امام مہدی کا آپ نے انکار کیا، جسکو ہم امام مہدی سمجھتے ہیں۔ اس لیے امام مہدی کے منکر پر وہی فتویٰ ہے جو آپ کے علماء کا فتویٰ ہے، متفقہ فتویٰ ہے۔ امام مہدی کی ضرورت کیا ہے؟ سوال یہ کہ اگر امام مہدی آئے گا تو آپ کو غور کرنا چاہیے کہ آئے گا کس کام کے لیے، ایک طرف خدا اُس کو مقرر کرے، چودہ سو سال انتظار کو ہو گئے ہیں، آپ کے نزدیک ابھی نہیں آیا، کل آجائے فرض کریں تو دوسری طرف انکار کی اجازت دے دے، عقل کے خلاف بات ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ عظیم الشان دینی تحریک کی خاطر خدا تعالیٰ کسی کو امام بنائے اور ماننے والوں سے کہہ دے کہ تم اس کا بے شک انکار کرو، فرق ہی کوئی نہیں پڑتا، اس لیے ہماری پوزیشن ایک مجبوری کی پوزیشن ہے یا ہم جھوٹے ہیں، کہ ہم ان کو سچا امام مہدی سمجھ رہے ہیں۔ جب ہم سچا سمجھتے ہیں تو ہمارے پاس چارہ ہی کوئی نہیں کہ جس کو ہم امام مہدی کہتے ہیں، جو اس کا منکر ہے ہم اسے امام مہدی کا کافر کہیں گے۔ لیکن غیر مسلم نہیں کہیں گے۔ آپ ہمیں غیر مسلم کہتے ہیں، یہ زیادتی ہے اس کی قرآن اجازت نہیں دیتا“۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 22 جنوری 2004ء صفحہ 13۔ جلد 11، شمارہ 3)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اور آپ کے خلفائے برحق اس مسئلے کو بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مخالفین کو آئینہ دکھا کر بیان کر چکے ہیں، مگر اہل پیغام کی باسی کڑھی میں ابھی تک ابال اُٹھ رہا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی نام لیوا عملاً دنیا کے کناروں تک پھیل چکے ہیں، یہ آج بھی مخالفین کے جذبات کو یہ کہہ کر انگیخت کرنے کی

کوشش کرتے ہیں کہ قادیانی کلمہ گو کو کافر قرار دیتے ہیں، مگر ہم آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

☆لاہور میں پاک ممبر

اہل پیغام امام عالی مقام کے جس الہام کو بہت کثرت کے ساتھ اپنے حق میں پیش کرتے ہیں، اور ان کی کتب اور لٹریچر کے سرورق اس سے بھرے پڑے ہیں وہ مورخہ 13دسمبر 1900ء کا الہام ہے: ’’لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے۔ نظیف مٹی کے ہیں‘‘۔ (تذکرہ، صفحہ 328۔ ایڈیشن ششم 2006ء قادیان)

لیکن حقائق اور شواہد ان کو اس پاک زمرے میں شامل نہیں کرتے، کیونکہ وہ اُس وقت لاہور میں موجود نہ تھے اور نہ انہیں اطلاع دی گئی۔ اس ضمن میں مورخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا ایک تحقیقی مضمون روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع شدہ ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ 28اگست 1900ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا، اور اپنے قلم مبارک سے لکھا: ’’لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ بیس آدمی سے زیادہ نہیں ہیں‘‘۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات میں درج ذیل مخلصین کے نام ملتے ہیں، اور یہی اس الہام کے حقیقی مصداق ہیں۔ 1۔میاں معراج دین صاحب لاہوری۔ 2۔مفتی محمد صادق صاحب۔ 3۔صوفی محمد علی صاحب کلرک۔ 4۔خلیفہ رجب دین صاحب۔ 5۔حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ 6۔حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ۔ 7۔میاں چراغ دین صاحب۔ 8۔میاں فیروز دین صاحب۔ 9۔شیخ رحمت اللہ صاحب۔ 10۔سید فضل شاہ صاحب۔ 11۔منشی تاج الدین۔ 12۔حکیم نور محمد صاحب۔ 13۔حکیم فضل الٰہی صاحب۔ 14۔شیخ نبی بخش صاحب۔ 15۔حافظ فضل احمد صاحب۔ 16۔مولوی غلام حسین صاحب۔ 17۔منشی مولا بخش صاحب۔ 18۔کرم الٰہی صاحب۔ 19۔میاں عبد السبحان صاحب۔ 20۔میاں عبد العزیز صاحب۔ ان بیس ناموں کے علاوہ حضرت مسیح پاک کی تحریرات میں اور کوئی نام نہیں ملتا۔ ان احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحکم خداوندی بذریعہ خط اس الہام کی خبر دی۔ نظیف مٹی سے بنے یہ تمام مخلصین بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں مدفون ہیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا، اس وقت مولوی محمد علی صاحب قادیان میں، خواجہ کمال الدین صاحب پشاور اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب فاضلکا میں موجود تھے اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے 1900ء تک بیعت ہی نہیں کی تھی۔ اس لیے یہ احباب کسی طرح بھی اس الہام کے مصداق نہیں ہو سکتے‘‘۔ (روزنامہ الفضل 25نومبر 2005ء صفحہ 3،4۔ جلد 55۔90، شمارہ 263)

☆افراد جماعت کی بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جو لوگ اس دعوت بیعت کو قبول کر کے اس سلسلہ مبارکہ میں داخل ہو جائیں، وہی ہماری جماعت سمجھے جائیں، اور وہی ہمارے خاص دوست متصوّر ہوں۔ اور وہی ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں انہیں ان کے غیروں پر قیامت تک فوقیت دوں گا، اور برکت اور رحمت ان کے شامل حال رہے گی، اور مجھے فرمایا کہ تو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا‘‘۔ (اشتہار 12جنوری 1889ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 191،192)

مولانا محمد علی صاحب نے 22مارچ 1914ء کو لاہور میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر پہلی شوریٰ بلائی۔ اس میں جو فیصلے ہوئے، ان میں یہ بھی شامل ہے کہ: ’’جس بزرگ کو احمدی قوم کا امیر سمجھا جائے، اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کی بیعت لازم نہ ہو جو پہلے سے احمدی ہیں‘‘۔ (پیغام صلح از یکم تا 31دسمبر 2013ء صفحہ 59۔ جلد نمبر 100، شمارہ 23-24)

مگر اب حضرت امیر فرماتے ہیں: ’’ہم اگر کسی سلسلہ میں بیعت نہیں کرتے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے لیے اپنے کام چھوڑ کر یہاں آئیں گے ضرورت پڑنے پر اس کے لیے جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ یہ کافی نہیں کہ میرا باپ چندہ دیتا ہے لہٰذا میرا حق ہے اس انجمن پر، نہیں بلکہ آپ سب کو چندے ادا کرنے چاہئیں۔ بچوں کو میں کہتا ہوں کہ پاکٹ منی سے بھی چندہ دیں، اور باقاعدہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوں‘‘۔ (اختتامی خطاب برموقعہ صدسالہ یوم تاسیس۔ پیغام صلح صفحہ 5 یکم تا 30اپریل 2014ء۔ جلد 101، شمارہ 7-8)

’’یہ جو بیعت ہے اس کی ہم نے تعلیم کرنی ہے کہ لوگو بیعت کرو، کوئی نہیں آتا کہ بیعت ہو جائے۔ کسی نے کہہ دیا کہ ہم خاندانی احمدی ہیں۔ جنم کی وجہ سے احمدی کوئی نہیں ہوتا۔ اپنے آپ کو پیش کرنا پڑتا ہے کہ میں بیعت کرنے آیا ہوں۔ اور آؤ جی سارے بیعت کر لیں یہ بھی نہیں ہے۔ انفرادی بیعت کرنی چاہیے۔ اور اب میں جہاں دورہ جاؤں گا، وہاں دورہ جات میں جو معتمدین کے ممبر ہیں انہیں لوگوں کو تیار کرنا چاہیے کہ امیر آ رہا ہے ہم نے اس کی بیعت کرنی ہے‘‘۔ (تقریر سالانہ دعائیہ 31دسمبر 2017ء۔ https://www.youtube.com/watch?v=9nMlIQ9r9Yc)

(.........................باقی آئندہ)

بقیہ: خطبۂ نکاح

.........از صفحہ نمبر 9

(Waqfae Nau), daughter of Munir Ahmad Jowaheer Sahib, of London. This Nikah has been settled with Mr. Zubair Ahmed, (Waqf e Nau), son of Mr. Tahir Ahmed Sahib at a Haq Mehr of £6,000.

حضور انور نے اس نکاح کے فریقین میں انگریزی میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر اگلے نکاح کا اردو میں ہی اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ شمائلہ قیوم (واقفۂ نو) کا ہے جو مکرم عبد القیوم صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم رانا طلحہ زبیر ابن مکرم رانا زبیر احمد صاحب (بیلجیئم) کے ساتھ بارہ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ملیحہ عظمت بنت مکرم عظمت اللہ صاحب لندن کا ہے، جو عزیزم نعمان عقیل (واقف نو) کے ساتھ آٹھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو رحمت علی صاحب مرحوم سابق کارکن وکالت مال ربوہ کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ عدیلہ آصف کا ہے جو مکرم سیف اللہ چیمہ صاحب (امریکہ) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم نادر پرویز (واقف نو) کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو یہیں جماعت کے کارکن ہیں۔ Exchange میں کام کرتے ہیں اور مکرم پرویز احمد سندھو صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے ایجاب وقبول کروانے سے قبل کاغذات کو دیکھتے ہوئے فرمایا:۔ اچھا، لڑکے کا باپ لڑکی کا وکیل ہے؟

اس پر لڑکے کے والد مکرم پرویز احمد سندھو صاحب نے عرض کیا کہ جی حضور۔ تو حضور انور نے اچھا کہہ کر فریقین میں ایجاب وقبول کروایا۔ اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ حانیہ سحر بنت مکرم مقبول احمد صاحب (لندن) کا ہے جو عزیزم احمد بشیر (واقف نو) ابن مکرم اعزاز احمد صاحب (بیلجیئم) کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور نے اس نکاح کے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور پھر تمام نکاحوں کے اعلان کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور ان نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ بخشا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

بقیہ: مسائل رمضان المبارک

.........از صفحہ نمبر 13

نیکی زبردستی اپنے آپ کو تکلیف دینے کا نام نہیں

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ضرورت سے زیادہ سختی اپنے اوپر وارد کرتے ہیں یا وارد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل کا سفر کوئی سفر نہیں ہے اس لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ آپؑ نے یہی وضاحت فرمائی ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ زبردستی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور اپنی طرف سے تاویلیں اور تشریحیں نہ بنائی جائیں۔ جو واضح حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اور یہ بڑا واضح حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ تو برکت اسی میں ہے کہ تعمیل کی جائے نہ کہ زبردستی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اَنْتَ اَقْوٰی اَمِ اللّٰہ؟ یعنی تو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر وہ اس چیز کو صدقہ دینے والے کو واپس لوٹا دے‘‘۔ (المصنف للحافظ الکبیر ابی ابکر عبد الرزاق بن ھمام الصنعانی الجزء الثانی صفحہ 565 باب الصیام فی السفر)۔ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ مل رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 745-746)

’’ایسے لوگ جو اس لئے کہ گھر میں آج کل روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہیے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کئے جائیں اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’کیا ہے؟‘‘۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ لمن ظلل علیہ واشتد۔۔۔۔۔۔)

(الفضل انٹرنیشنل 19تا25 دسمبر 2003ء ... خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 425-426)

(.................................باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں

دعائیہ خط لکھنے کا پتہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ خط و کتابت کرنے والے احباب کی سہولت کے لیے ڈاک کا پتہ اور فیکس نمبر درج ذیل ہیں:

ڈاک کا پتہ:
1. ...ISLAMABAD, 2-Sheephatch Lane, Tilford, GU10 2AQ, UK
2. ...The London Mosque, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL, UK

فیکس نمبر:
1 ...+44-2039883922   2 ...+44-2088705234

جماعت احمدیہ مالٹا کے دوسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

صدر مملکت مالٹا کا پیغام۔ انٹر فیتھ سیشن کا انعقاد۔ مختلف موضوعات پر تقاریر

مکرم حیدر علی ظفر صاحب جلسہ سالانہ مالٹا 2018ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مورخہ 2 دسمبر 2018ء بروز اتوار اپنا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک چرچ کی عمارت Centru Familja Mqaddsa کے ایک ہال میں کیا گیا۔ ہال کو قرآنی تعلیمات پر مشتمل بینرز کے ذریعے سجایا گیا۔ ہال کا ایک حصہ مستورات کے لیے مختص کیا گیا۔ امسال پہلی مرتبہ جلسہ کے انتظامات کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا اور پہلی بار لنگر خانہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ چنانچہ جماعتی انتظام کے تحت ضیافت ٹیم نے کھانا تیار کیا۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

پہلا اجلاس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت منظوری سے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ و نائب امیر جرمنی نے کی جو جلسہ سالانہ مالٹا میں شرکت کے لیے جرمنی سے تشریف لائے تھے۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اس جلسہ سالانہ کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں از راہ شفقت اپنا خصوصی پیغام عطا فرمایا جو خاکسار نے پڑھ کر سنایا۔ حضور انور کے پیغام کا اردو مفہوم ذیل میں پیش ہے:

جلسہ سالانہ مالٹا 2018ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھوالناصر

پیارے افرادِ جماعت احمدیہ مالٹا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ 2 دسمبر کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم کامیابی سے نوازے اور جلسہ میں شریک ہونے والوں کو اس منفرد مذہبی اجتماع سے بھرپور روحانی فائدہ اٹھانے اور بے شمار برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں نے اپنے خطبات میں بارہا اس بات کی اہمیت پر زور دیا ہے کہ ہمیں حقیقی احمدی مسلمان بننے کے لیے مسلسل جدوجہد کرنی چاہیے۔ اور شرائطِ بیعت پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن کا عہد ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا ہے، جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ہمارے مہدی'' کے محبت و احترام بھرے لقب سے نوازا ہے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

''وہ جو اِس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3 ۔صفحہ 46۔47)

لہٰذا صرف عقائد کی تبدیلی کافی نہیں بلکہ ایک اچھے اور مخلص احمدی مسلمان بننے کے لیے اپنی تمام تر قوت اور صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے شرائطِ بیعت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بیعت کا مطلب اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر بیچ دینا ہے۔ اور وہ جو بیعت کا عہد کرتا ہے اُسے چاہیے کہ عاجزی اختیار کرے اور اپنے تئیں تکبر اور انانیت سے کلیۃً علیحدہ کرے۔ بیعت کا مطلب احکاماتِ الٰہیہ کی مکمل پیروی کرنا ہے۔ اگر کوئی حقیقت میں ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو برباد نہیں کرتا اور ہر طرح سے اُس کی حفاظت فرماتا ہے۔

مَیں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ مسلسل ذاتی جائزہ لیتے ہوئے اپنی اندرونی حالتوں کو بہتر بنائیں؛ نیکی اور تقویٰ میں ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں؛ اپنے ہر کام اور عمل میں بہترین رویّوں اور بہترین طرزِ عمل کو اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات اور خاص طور پر بنی نوع انسان کے ساتھ شفقت اور احسان کا سلوک کریں اور ہمیشہ مثالی احمدی مسلمان بنیں۔

مَیں آپ کو یاد دہانی کراتے ہوئے توجہ دلاتا ہوں کہ میرے خطباتِ جمعہ کو نہایت غور سے سنیں اور انہیں سمجھنے کی کوشش کریں اور میری بیان کردہ ہدایات اور رہنمائی کی پیروی کریں۔ یہ آپ کے ایمان اور نظامِ خلافت کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کا باعث ہوگا۔ اس دور میں، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا کام اور عالمی امن کا حصول صرف نظامِ خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا آپ ہمیشہ اس عظیم نعمت کی قدر کریں اور یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت کی بابرکت رہنمائی، سرپرستی اور حصار میں رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم کامیابی سے نوازے اور آپ کو تمام شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ سب کو توفیق عطا کرے کہ آپ تقویٰ اور روحانیت میں مسلسل ترقی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی انقلاب لائیں اور آپ پاکیزگی، نیک رویہ، خدمت اسلام اور خدمت خلق میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر بہت فضل فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بعد ازاں مکرم حبیب رحمان صاحب نے 'The Beauty and Glory of the Holy Quran' کے عنوان پر انگریزی زبان میں اور خاکسار نے 'عباداتِ الٰہی مقصدِ تخلیق انسانیت' کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی۔

اس اجلاس کی اختتامی تقریر مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب کی تھی۔ آپ نے احبابِ جماعت کو خلافت کی اہمیت و برکات کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور بطور احمدی ہماری ذمہ داریوں کے حوالہ سے نصائح کیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں دورِ حاضر کے تربیتی مسائل کا بھی ذکر کیا اور ان کی اصلاح کے طریق بھی بیان فرمائے۔ دعا کے ساتھ پہلے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے موقع پر غیر مسلموں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے متعارف کرانے کے لیے دوسرے اجلاس میں ''Interfaith Session'' کا انعقاد کیا گیا اور اس کا عنوان 'محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں' رکھا گیا۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور محبت و احترام کی اقدار کو نمایاں کرنے کے لیے امسال Badges تیار کیے گئے تھے جس پر جماعت کا ماٹو اور ویب سائٹ کا ایڈریس درج تھا۔ تمام حاضرین نے یہ Badges لگائے ہوئے تھے جو نہایت خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ و نائب امیر جرمنی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں حاضرین کے سامنے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا مقصد بیان کیا۔

صدرِ مملکت مالٹا کے پیغام کا خلاصہ

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے عزت مآب میری لوئیس کولیرو پریکا (Marie-Louise Coleiro Preca) صاحبہ صدر مملکت مالٹا کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور ان کی خواہش تھی کہ وہ جلسہ میں شریک ہوں لیکن بیرونِ ملک ایک کانفرنس میں شرکت کی وجہ سے وہ جلسہ سالانہ میں شامل نہیں ہو سکیں۔ تاہم انہوں نے اس موقع پر اپنا ویڈیو پیغام ارسال کیا۔

آپ نے اپنے پیغام میں عزت و احترام کی ترویج کے ذریعے بین المذاہب ہم آہنگی اور قیام امن کے لیے جماعت احمدیہ مالٹا کی پرعزم کاوشوں کو بہت سراہا اور کہا کہ جب ہم ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں تو ہم باہمی تعاون کی اقدار کو اجاگر کر رہے ہوتے ہیں جو کہ مضبوط اور موثر جمہوریت کے اہم عناصر ہیں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے بین المذاہب مذاکرات کا فروغ اشد ضروری ہے۔ مذاکرات ممالک کے سماجی، اقتصادی اور موحولیاتی شعبوں کی ترقی کی ضمانت ہیں۔

آپ نے بیان کیا کہ تمام مذاہب انسانیت کا درس دیتے ہیں اور مذہب ہمیں مثبت طور پر خدمت انسانیت کے عزم پر متحد کرتا ہے۔ ہم تفرقہ ڈالنے والی باتوں کی بجائے ایسی اقدار کی تلاش کریں جو اتحاد کا باعث اور زیادہ باثمر ہوں۔ لہٰذا میں یقین رکھتی ہوں کہ ہمیں اپنے معاشروں میں بین المذاہب ڈائیلاگ کے فروغ اور انعقاد کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ اور مذہبی لوگوں کو انسانی وقار کے محافظ اور امن، احترام اور محبت کے پیامبر بننے کے لیے اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔

اس کے بعد تین مہمان مقررین مکرم Hon Ivan Bartolo صاحب ممبر آف پارلیمنٹ، اس شہر کی میئر مکرمہ Margaret Cefai صاحبہ، کیتھولک چرچ کے کمیشن برائے بین

المذاہب ڈائیلاگ کے سیکرٹری پادری مکرم Rev. John Berryاور St. Andrew's Scots Church کی پادری مکرمہ Rev. Kim Hurst صاحبہ نے تقریر کی۔

اس اجلاس کے اختتام پر خاکسار نے "Inter-Religious Peace" کے عنوان پر تقریر کی اور قرآنی آیات اور سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی۔

اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔ جلسہ کی تمام کارروائی جماعت احمدیہ مالٹا کے بلاگ www.ahmadiyyamalta.org پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جلسہ سالانہ کی کُل حاضری امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 75 رہی۔جس میں 37 احمدی، 2 غیر از جماعت مسلمان اور 36 عیسائی دوست شامل ہوئے۔مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے جن میں ایک ممبر آف پارلیمنٹ، تین شہروں کے میئرز، مذہبی راہنما اور میڈیا کے نمائندگان شامل ہیں۔اس طرح جرمنی، انگلستان، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔ الحمد للہ

میڈیا کوریج

مالٹا کے نیشنل ٹیلیویژن نے دوسرے اجلاس کی کوریج کی اور رات کے خبرنامہ میں Interfaith Session سے متعلق نہایت مثبت خبر نشر کی اور اسی طرح انگریزی اور مالٹی زبان میں اپنی ویب سائیٹ پر بھی upload کی۔نیشنل ٹیلیویژن پر رات کا خبرنامہ تقریباً ہر گھر میں دیکھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا کے توسط سے جماعت کی کاوشوں کی مثبت خبر ہر گھر تک پہنچی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

اللہ تعالیٰ جلسہ میں شامل ہونے والے تمام افراد، کارکنوں اور رضا کاروں کے حق میں وہ دعائیں پوری فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے حق میں کی ہیں۔ آمین

قارئین الفضل کی خدمت میں جماعت احمدیہ مالٹا کی ترقی اور مضبوطی اور تبلیغی و تربیتی میدان میں اعلیٰ کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔مبلغ وصدر جماعت احمدیہ مالٹا)

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ برکینا فاسو

از صفحہ نمبر 14.........

PERE BLANCHE یعنی (سفید رنگ) گورا فادر کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے اپنے تأثرات میں لکھا کہ "اللہ جماعت احمدیہ میں اپنی ہر اچھی چیز کا نور چمکا دے آمین۔"

اس ڈسکشن فورم میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی بیلجیئم کے نائب امیر جماعت و مشنری انچارج مکرم حافظ احسان سکندر صاحب نے کی۔تمام مہمانان کے موضوع "دین اور عقل" پر مختصر خطابات کے بعد ایک طویل سلسلہ سوالات کا جاری رہا اور یہ مدعو مقررین اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق ان سوالات کے جوابات دیتے رہے۔اس فورم کی صدارت اور منصفی مکرم SEM Newton Ahmed Barry صاحب نے کی جو کہ آزاد قومی انتخابی کمیشن برکینا فاسو کے صدر ہیں۔باوجود رات کافی ہو جانے کے، حاضرین شوق کے ساتھ تمام کارروائی سنتے رہے اور ہر کوئی بڑھ چڑھ کر سوالات میں حصہ لیتا رہا۔اس کے اختتام پر امیر و مشنری انچارج صاحب برکینا فاسو نے تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو جماعتی کتب تحفۃً عنایت کیں۔

لوکل زبانوں میں جلسے:۔اسی کے ساتھ ساتھ رات نو بجے ہی احاطہ جلسہ میں کئی اور جلسے بھی منعقد کیے گئے اور یہ تمام کے تمام برکینا فاسو کی لوکل زبانوں (مورے، جولا، فلفلدے) کے علاوہ گھانا وفد کے لیے انگریزی زبان میں بھی منعقد ہوئے۔

تیسرا دن: 31 مارچ 2019 بروز اتوار:۔ دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس بعنوان "شہدائے اسلام" سے ہوا۔ صبح دس بجے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ اس کے بعد سال بھر میں تعلیم کے شعبہ میں نمایاں اعزازات پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کیے گئے۔اجلاس کی صدارت مہمان خصوصی اور نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم و محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب نے فرمائی اور "ذکر الٰہی اور اس کے طریق اور فوائد" کے موضوع پر اردو میں خطاب فرمایا اور مشنری ریجن پو مکرم حسن جنگانی صاحب فارغ التحصیل انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ گھانا نے ساتھ کے ساتھ اس خطاب کا براہ راست فرنچ میں ترجمہ پیش کیا۔مکرم صدر مجلس و مہمان خصوصی نے اختتامی اجتماعی دعا کروائی اور یوں یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔نماز ظہر و عصر اور دوپہر کے کھانے کے بعد شاملین جلسہ اپنی اپنی منزلوں کو واپس روانہ ہو گئے۔

حاضری:۔امسال اس جلسہ سالانہ میں ملک کے طول و عرض سے کل 256 جماعتوں کے 9921 افراد جن میں سے 5172 مرد اور 4049 خواتین تھیں، شامل ہوئے۔

نمائش:۔نمائش میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی نمائش، فرنچ اور لوکل زبانوں میں مہیا جماعتی کتب کے سٹال، جماعت احمدیہ کا تعارف، افریقہ اور بالخصوص مغربی افریقہ اور برکینا فاسو میں احمدیت کا نفوذ اور خدمات، دورہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برکینا فاسو 2004 اور اس کے علاوہ ہیومینٹی فرسٹ، IAAAE، اور جماعتی پریس کے سٹالز بھی شامل تھے۔

خدام الاحمدیہ برکینا فاسو:۔اس جلسہ کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ خدام الاحمدیہ برکینا فاسو نے بالخصوص اس جلسہ کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب "ذکر الٰہی" کا فرانسیسی زبان میں ایک دیدہ زیب ترجمہ تیار کروا کر اس موقع پر متعارف کروایا جس کو ایک بڑی کثرت نے پسند کیا اور خریدا۔

نشر و اشاعت:۔ ایم۔ٹی۔اے:۔جلسہ سالانہ برکینا فاسو کے لیے ایم۔ٹی۔اے گھانا سٹوڈیو کی ٹیم نے بڑی محنت سے تمام جلسہ کی کارروائی کو کوریج دی۔ اس کے علاوہ ایم۔ٹی۔اے برکینا فاسو نے بھی احاطہ جلسہ میں ہی ایک ریکارڈنگ سٹوڈیو بنایا اور بشمول جلسہ کی تمام کارروائی کے، دس پروگرامز فرانسیسی اور دوسری لوکل زبانوں میں ریکارڈ کیے اور مہمانان کے انٹرویوز کیے۔

ریڈیو:۔جلسہ کے احاطہ میں اردگرد کے علاقہ کی آبادی کے لیے ریڈیو جلسہ سالانہ کا بھی سسٹم نصب کیا گیا۔

انٹرنیٹ:۔تمام جلسہ اور وائنڈاپ کی تفصیلات مع تصاویر اور وڈیوز انٹرنیٹ کے ہینڈلز مثلاً ٹویٹر، وٹس ایپ، فیس بک اور انسٹاگرام پر باقاعدگی سے پوسٹ کی جاتی رہیں۔

اخبارات:۔جلسہ سالانہ برکینا فاسو 2019ء کا ذکر 4 ملکی پرنٹ اخبارات (SIDWAYA, LE PAYS, EXPRESS DU FASO, AUJOURD'HUI AU FASO) اور دو انٹرنیٹ اخبارات EN LIGNE REF-FLETAFRIQUE, LEGAL.NET نے کیا۔

ٹی۔وی چینلز:۔3 ٹی۔وی چینلز (RTB جو کہ برکینا فاسو کا نیشنل چینل ہے SMTV اور TELE 3TV) کے ساتھ ساتھ 5 مختلف ریڈیو چینلز نے جلسہ کا ذکر اور اس پر تیار کردہ رپورٹس اور ڈاکومنٹری نشر کیں۔

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو:۔اس جلسہ کی تیاری، دوران جلسہ اور پھر بعد جلسہ وائنڈاپ میں طلباء جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کو مسلسل وقار عمل کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کی کاوشیں قبول فرمائے اور ہماری ستاری فرماتے ہوئے اپنے فضلوں سے نوازے آمین۔

(رپورٹ: محمد اظہار راجہ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برکینا فاسو)

☆...☆...☆

بقیہ: تعارف کتاب

از صفحہ نمبر 10.........

میں تدفین ہوئی۔ اس موقعہ پر پولیس نے سلامی دی اور معززین علاقہ نے اظہار تعزیت کیا۔

مؤلف کتاب ڈاکٹر سید شہاب احمد کی ولادت آرہ بہار میں 17 نومبر 1929ء کو ہوئی تھی۔علی گڑھ یونیورسٹی سے نفسیات میں ماسٹرز کیا اور پھر برطانیہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ہندوستان کے ایک کالج میں چار سال تک ملازمت کی پھر کینیڈا کی ایک یونیورسٹی میں پانچ سال تدریس کا کام کیا۔ نیز 9 سال تک کینیڈا میں کلینکل سائیکالوجسٹ کا کام کیا۔سسکاٹون میں قیام کے دوران گیارہ مرتبہ انٹر فیتھ سمپوزیم منعقد کروایا۔مختلف اداروں میں اسلام احمدیت پر تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ لائبریریوں میں جماعت کی کتابیں رکھوائیں۔ ان کے خیال افروز، اذہان کو تشحیذ کرنے والے، اعلیٰ پایہ کے مدلل علمی مضامین پچھلے تیس سال سے انگریزی اور اردو میں شائع ہوتے آرہے ہیں۔ 1988ء میں پانامہ کے ملک میں بطور مبلغ کئی ماہ تک خدمت کا موقعہ ملا۔سسکاٹون کی مسجد احمدیہ میں سات سال تک بطور خادم کام کرنے کی توفیق ملی۔ پچھلے دس سال سے قاضی اول نیز ریسرچ سیل کے ممبر ہیں۔تین بیٹیاں اور ایک بیٹا آپ کی نیک اولاد ہیں۔ضعیف العمری کے باوجود علمی کاموں میں مصروف ہیں، جو کام انجمنیں کرتی ہیں وہ آپ تن تنہا کر رہے ہیں۔

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صوبہ بہار میں متعدد احباب اور ان کی اولادیں در اولادیں اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے جن میں سے متعدد پروفیسر، ڈاکٹر، سرجن، ماہرین امراض چشم، انجینئر، کمپیوٹر سافٹ وئیر انجینئر، ٹیچر، لائبریرین، سائیکالوجسٹ تھے۔کتاب کی متعدد خوبیوں میں سے دو خوبیاں ایسی ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ ایک تو مستند حوالہ جات بمع نام اخبار اور تاریخ دیے گئے ہیں جو پچھلے سو سال پر ممتد ہیں۔ دوسرے کتاب میں 122 رشتہ داروں کی تصاویر دی گئی ہیں۔ جہاں کسی کا ذکر ہے وہاں اس کی تصویر دی گئی ہے۔تصاویر کا حاصل کرنا جبکہ احباب پوری دنیا میں آباد ہوں جان جوکھوں والا کام تھا جو ڈاکٹر شہاب احمد نے بڑی ہمت اور صبر سے چھ سال کی شب و روز کی محنت سے سرانجام دیا ہے۔

کتابت و طباعت معیاری، مضبوط جلد، دیدہ زیب سرورق۔ کاش کہ پروف ریڈنگ کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی تو جگہ جگہ املا کی غلطیوں کا ازالہ ہو جاتا۔اللہ تعالیٰ اس مفید معلومات سے مالا مال کتاب کو بہتوں کے لیے رشد و ہدایت کا موجب بنائے۔یہ دراصل بہار سے تعلق رکھنے والے پیارے پیارے دیو قامت انسانوں، زبردست عالموں، نافع الناس وجودوں کا انسائیکلوپیڈیا Who`s Who ہے جس کی وقعت وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔ خدا تعالیٰ مؤلف کو اس کار عظیم کا اپنی جناب سے صلہ عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ جرمنی کا نیشنل اجتماع وقفِ نَو 2019ء

مؤرخہ یکم مئی 2019ء بروز بدھ جماعت احمدیہ جرمنی کے 15سال سے زائد عمر کے خدام واقفین نو کا یک روزہ اجتماع بمقام Kelkheim منعقد ہوا۔تقریباً سوا دس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم لقمان کشور صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ نے واقفین نو جرمنی کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام سنایا۔ اس پیغام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 7/اپریل 2019ء کو واقفین نَو یو کے سے اپنے انگریزی زبان میں بیان فرمودہ خطاب کو ترجمہ کروا کر سننے اور اس پر عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔اس ارشاد کی تعمیل میں حضور انور کے اس خطاب کی ریکارڈنگ ہال میں سنوائی گئی جبکہ جرمن زبان میں ترجمہ سننے کے لیے ایف ایم ریڈیو سیٹس بھی تقسیم کیے گئے۔

افتتاحی تقریب کے بعد ہال میں واقفین نَو کی مختلف شعبہ جات میں خدمات کی ضروریات کے حوالہ سے گفتگو کا پروگرام رکھا گیا۔ اس پروگرام میں مکرم انچارج صاحب شعبہ وقف نو مرکزیہ، مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم احمد کمال صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی۔حماد ہیر صاحب ہیومینیٹی فرسٹ اور مکرم محمود احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نو جرمنی نے شرکت کی۔ اس گفتگو میں واقفین نو کو مختلف شعبہ جات میں درکار خدمات کے حوالہ سے جماعتی ضروریات سے آگاہ کیا گیا۔اس پروگرام کے آخر میں واقفین نو کو معزز مہمانان کرام سے سوالات کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔اس پروگرام کے بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کا پروگرام رکھا گیا جس میں مکرم مولانا ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز کی اہمیت و برکات کے موضوع پر بہت پر اثر خطاب فرمایا۔ اس پروگرام کے اختتام پر واقفین نو کو ہال میں قائم کیے گئے مختلف معلوماتی سٹالز سے آگاہ کیا گیا اور انہیں اپنی دلچسپی کے مختلف شعبہ ہائے خدمت کے سٹالز پر جا کر معلومات اور گفتگو میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جن شعبہ و ادارہ جات نے سٹالز لگائے ان میں شعبہ وقف نو، وصایا، وقف عارضی، اشاعت، سمعی و بصری، ایم

ٹی اے جرمنی سٹوڈیوز، ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی، IAAAE جرمنی، النصرت کے علاوہ جامعہ احمدیہ جرمنی کا معلوماتی سٹال بھی شامل تھا۔اس کے علاوہ تعلیم کے مختلف موضوعات کے حوالہ سے مختلف سٹالز بھی لگائے گئے اور اس کے علاوہ پاکستان سے نئے آنے والے واقفین نو کی راہنمائی کے لیے سٹال بھی لگایا گیا۔

اس دوران مختلف مضامین میں تعلیم حاصل کرنے والے یا فارغ ہونے والے طلباء کی گروپس میٹنگ بھی ہوئیں۔ جن میں انہیں مزید معلومات بھی دی گئیں نیز انہیں آپس میں رابطہ قائم کرنے کا سنہری موقع میسر آیا۔

15 سے 19 سال کے طلباء کے لیے پورا دن کیریئر پلاننگ کے حوالہ سے پروفیشنل لوگوں کے ساتھ انفرادی میٹنگز کا سلسلہ جاری رہا اور ان کی مختلف مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کی گئی۔ اس میں تقریباً 220 سے زائد طلباء نے حصہ لیا۔

تقریباً سوا چھ بجے شام اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم (اردو و جرمن ترجمہ) سے ہوا۔ بعد ازاں ایک ترانہ پیش کیا گیا۔ مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے انگلینڈ سے تشریف لانے والے معزز مہمان مکرم انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عمیر احمد باجوہ صاحب ایڈیشنل سیکرٹری وقف نو جرمنی نے اجتماع میں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے مختصر رپورٹ پیش کی۔ جبکہ خاکسار نے ایک واقف نَو کی خصوصیات کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 28/اکتوبر 2016ء کے خطبہ جمعہ سے مختلف نکات پیش کیے اور اس اجتماع کے کامیاب انعقاد پر مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر ممبران انتظامیہ کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے اختتام پر مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نے خلافت احمدیت کی واقفین نو سے توقعات اور جرمنی میں جماعتی ضروریات کے حوالہ سے خطاب کیا۔ اجتماع کا اختتام دعا سے ہوا جو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کروائی۔

اس اجتماع میں 502 خدام واقفین نو نے شرکت کی جبکہ 202 مہمانوں نے بھی اس اجتماع میں شریک ہو کر اس اجتماع کو رونق بخشی۔ اس مہمانان میں والد صاحبان کے علاوہ نیشنل عاملہ ممبران اور مربیان کرام بھی شامل ہوئے۔

(رپورٹ: محمود احمد خان۔ نیشنل سیکرٹری وقفِ نو جرمنی)

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ دورۂ امریکہ

از صفحہ نمبر 15.........

خوش آمدید کہا۔ مسجد فضل کے بیرونی احاطہ کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے امریکہ اور گوئٹے مالا کے اس سفر میں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے علاوہ جن افراد کو حضور انور کے قافلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

☆مکرم منیر جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)

☆مکرم عابد وحید خان صاحب، (انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن وخصوصی مندوب الفضل انٹرنیشنل برائے دورۂ امریکہ و گوئٹے مالا)

☆مکرم سید محمد احمد ناصر صاحب (نائب افسر حفاظت خاص لندن)

☆مکرم ناصر احمد سعید صاحب (شعبہ حفاظت)

☆مکرم محمود احمد خان صاحب (شعبہ حفاظت)

☆مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت)

☆مکرم مرزا لئیق احمد صاحب (شعبہ حفاظت)

☆خاکسار عبد الماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

امریکہ سے ڈاکٹر مکرم تنویر احمد صاحب اس سارے سفر کے دوران بطور ڈیوٹی قافلہ کے ساتھ رہے۔ امیر صاحب امریکہ نے انہیں سفر کے آغاز سے دو روز قبل ہی لندن بھجوا دیا تھا جہاں سے یہ قافلہ کے ساتھ رہے۔

☆مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب (یوکے) کو بھی امریکہ میں قیام کے دوران قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ایم ٹی اے (MTA) انٹرنیشنل یوکے کے درج ذیل ممبران نے امریکہ اور گوئٹے مالا سے بعض پروگراموں کی live ٹرانسمیشن اور مختلف پروگراموں کی کوریج اور ریکارڈنگ کے لیے اس دورہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔

مکرم منیر عودہ صاحب، مکرم توقیر احمد مرزا صاحب، مکرم غالب خان صاحب، مکرم عدنان زاہد صاحب، مکرم حامد اللہ ناصر صاحب، مکرم سفیر الدین قمر صاحب، مکرم علی احمد صاحب (سوشل میڈیا)

☆MTA افریقہ کے تحت افریقن ممالک میں اس دورہ کی کوریج کے لیے عمر سفیر صاحب، انچارج MTA افریقہ نے شمولیت کی سعادت پائی۔

ریویو آف ریلیجنز کے تحت اس دورہ کی کوریج کے لیے مکرم عامر سفیر صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے شمولیت کا شرف پایا۔

☆مرکزی شعبہ مخزن تصاویر سے مکرم عمیر علیم صاحب انچارج شعبہ اور غدیر احمد صاحب نے شمولیت کی سعادت پائی۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے لیے یہ سعادت مبارک فرمائے۔

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال اور بعض نشانات کا ظہور

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ مارچ 2012ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے ایک تحقیقی مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے حوالہ سے بعض نشانات کے ظہور کو پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اکتوبر 1905ء میں ایک رؤیا میں دیکھا کہ ’’ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے۔ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّٰی اور مقطّر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام تھا: آبِ زندگی‘‘۔ پھر اسی طرح کے کئی الہام یکے بعد دیگر ہوئے مثلاً ’’قَلَّ مِیعَادُ رَبِّکَ‘‘ (تیرے ربّ کی مقرر کردہ میعاد تھوڑی رہ گئی ہے)۔ اور ’’خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھاگئی‘‘۔ چنانچہ دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کے قریب ہونے سے متعلق وحیٔ الٰہی کو حضورؑ نے تفصیل سے بیان فرمادیا اور جماعت کو قدرت ثانیہ کی آمد اور روشن مستقبل کی خوشخبری بھی دے دی۔ فرمایا: ’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہوجائے گا۔‘‘

1907ء کا ایک الہام تھا: ’’ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی‘‘۔ اسی طرح کئی دیگر الہامات بھی ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود آپؑ کا خداداد رعب اتنا تھا کہ جب آپؑ نے ایک شدید مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مباہلہ کے لئے بلایا تو اُس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اُس نے یہ چیلنج قبول نہیں کیا۔

اپنے وصال سے قریباً ایک ماہ قبل حضرت مسیح موعودؑ لاہور تشریف لے گئے تاکہ حضرت امّاں جانؓ (جن کی طبیعت اُن دنوں علیل تھی) کے لئے کسی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کیا جائے۔ حضورؑ کی آمد کے بعد لاہور میں آپؑ کی قیامگاہ مرجع خلائق بن گئی اور اوباش مخالفین نے رہائشگاہ کے سامنے اڈّا جمالیا اور گندے اور اشتعال انگیز لیکچر دینے لگ گئے۔ حضورؑ نے احمدیوں کو صبر کی نصیحت فرمائی۔

9/ مئی 1908ء کو حضورؑ کو الہام ہوا: ’’اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ‘‘۔ (یعنی کُوچ کا وقت آ گیا ہے۔ ہاں کُوچ کا وقت آ گیا ہے)۔ یہ الہام 26 مئی کے ’بدر‘ میں شائع ہوا یعنی اُسی دن جس دن حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔ اور اُسی روز حضورؑ کا یہ الہام بھی شائع ہوا: ’’ڈرومت مومنو‘‘۔

لاہور میں 12/ مئی 1908ء کو انگلستان کے سائنسدان پروفیسر ریگ صاحب نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر چند سوالات پیش کئے۔ جواب پانے کے بعد انہوں نے ایک اور ملاقات کے لئے وقت دینے کی درخواست کی تو حضورؑ نے فرمایا: ’’ان دنوں ہماری طبیعت بیمار ہے۔ ہم زیادہ محنت نہیں برداشت کرسکتے۔ البتہ صحت کی حالت ہو تو ممکن ہے۔‘‘

اُنہی دنوں لاہور کے شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب (جن کا تعلق کابل کے شاہی خاندان سے تھا) حضورؑ سے ملاقات کے لئے آئے تو حضورؑ نے ان کو مخاطب کرکے فارسی میں تقریر فرمائی جس میں یہ بھی فرمایا: ’’اب ہم اپنا کام ختم کرچکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔‘‘

شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب حضورؑ کی ملاقات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے احمدی احباب کو حضورؑ کی ایک تقریر کا اہتمام کرنے کی تحریک کی جس میں لاہور کی نمایاں شخصیات کو مدعو کیا جائے۔ چنانچہ 17/ مئی کو اس تقریر کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن ایک روز قبل اسہال کی وجہ سے حضورؑ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور بہت زیادہ کمزوری ہوگئی چنانچہ حضورؑ کے ارشاد پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ نے تقریر شروع کردی۔ اسی دوران حضورؑ کی طبیعت بہتر ہونی شروع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے الہام کی روشنی میں آپؑ مقامِ اجتماع میں خطاب کے لئے تشریف لے گئے اور قریباً دو گھنٹے وہاں روح پرور خطاب فرمایا۔

17/ مئی کو حضورؑ کو الہام ہوا: ’’مکن تکیہ برعمرِ ناپائیدار‘‘ (ناپائیدار عمر پر بھروسہ مت کر)۔ پھر 20/ مئی کو الہام ہوا: ’’اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ‘‘ (اب کُوچ کا وقت آ گیا۔ ہاں کُوچ کا وقت قریب آ گیا اور موت قریب ہے۔)

17/ مئی کی تقریر (جو ایک مخصوص طبقہ میں کی گئی) کے بعد یہ تجویز کیا گیا کہ حضورؑ کا ایک خطاب عام پبلک میں بھی ہو۔ اس پبلک لیکچر کے لئے حضورؑ نے ’’پیغامِ صلح‘‘ کا موضوع پسند فرمایا اور اس لیکچر کو لکھنا شروع کیا۔ 25/ مئی کی شام کو یہ مضمون مکمل کرکے آپؑ نے کاتب کے سپرد کردیا۔ اس کا مرکزی نکتہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عشق تھا۔ اس میں حضورؑ نے فرمایا: ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کرسکتے ہیں لیکن اُن لوگوں سے ہم صلح نہیں کرسکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر، جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔‘‘

مضمون مکمل کرنے کے بعد حضورؑ سیر پر تشریف لے گئے اور رات کے کھانے کے وقت آپؑ کی آخری علالت کا آغاز ہوا اور ایک اسہال آیا۔ اس کے بعد حضورؑ کو دبایا گیا اور آپؑ سو گئے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ حاجت محسوس ہوئی۔ پھر آپؑ کی طبیعت بہت کمزور ہوگئی۔ اس پر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو بلالیا گیا۔ ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی بلایا گیا۔ حضورؑ نے بیماری بیان فرمائی اور ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب سے فرمایا کہ ’’حقیقت میں تو دوا آسمان پر ہے۔ آپ دوا بھی کریں اور دعا بھی کریں۔‘‘

اس وقت حضورؑ کے گلے میں خشکی محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے بولنے میں دقّت محسوس ہو رہی تھی۔ اور وقت کے ساتھ کمزوری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جاتی تھی۔ اس وقت آپؑ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے: ’’اللہ میرے پیارے اللہ۔‘‘

علاج کے لئے انگریز ماہر ڈاکٹروں کو بھی بلایا گیا۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سدرلینڈ کو بھی بلایا گیا اور مشورہ سے حضورؑ کو ایک سے زائد مرتبہ انجکشن دیے گئے اور (نمک ملے پانی) Saline کا ٹیکہ لگایا گیا۔

صبح نماز کے وقت حضورؑ نے دریافت فرمایا کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور! ہوگیا ہے۔ اس پر حضورؑ نے تیمّم کرکے لیٹے لیٹے نماز شروع کی لیکن نماز کے دوران ہی غشی ہوگئی۔ لیکن ہوش آتی تو آپ کی زبان مبارک سے ’’اللہ میرے پیارے اللہ‘‘ کے الفاظ سنائی دیتے۔ پھر آپؑ کو غرغرہ شروع ہوگیا اور قریباً ساڑھے دس بجے آپؑ محبوب حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جب حضورؑ کے آخری لمحات قریب آئے تو شدّتِ محبت کی وجہ سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے یہ منظر برداشت نہ ہوا اور وہ دوسرے کمرہ میں جاکر دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ جب حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانیؓ نے انہیں سانحہ ارتحال کی اطلاع دی تو فرمایا کہ مَیں تو رات ہی اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کیونکہ اس مرتبہ جتنا سخت حملہ حضورؑ کو اس مرض کا ہوا اس سے قبل مَیں نے اتنا سخت حملہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر آپؓ نے آکر حضور علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور احباب کو صبر کی تلقین کی۔

یہ خبر پھیلی تو جہاں بہت سے غیرازجماعت معززین نے لاہور میں حضورؑ کی رہائشگاہ پر آکر تعزیت کی وہاں اوباش مخالفین نے اپنے سفلہ پن کا مظاہرہ کیا اور گالیاں دیتے ہوئے ایک جعلی جنازہ نکال کر خوشی کا اظہار کیا۔ حتّٰی کہ اُس مکان پر حملہ کرکے داخل ہونے کی کوشش بھی کی جہاں حضورؑ کا جنازہ رکھا تھا۔ نیز جنازہ کو قادیان جانے سے روکنے کے لئے حکومت کو شکایت کی گئی کہ حضورؑ کا وصال ہیضہ سے ہوا ہے۔ (اُس وقت ہیضہ سے فوت ہونے والوں کے جنازے دوسرے شہر لے جانے پر پابندی ہوا کرتی تھی)۔ لیکن چونکہ حضورؑ کے علاج میں انگریز ڈاکٹر بھی شامل تھے چنانچہ اُن کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے بعد یہ کوششیں دَم توڑ گئیں۔ تاہم جب حضورؑ کا جنازہ لاہور ریلوے سٹیشن کی حدود میں داخل ہو رہا تھا تو اُس وقت ڈیوٹی پر متعیّن ایک ہندو نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن ایک اَور افسر نے اُس شقی القلب کو ڈانٹا۔

اُس وقت بعض اخبارات (بشمول ’’کرزن گزٹ‘‘) نے دھوکہ دہی کی خاطر لکھا کہ ’’جو شخص تمام دنیا کی ہلاکت کی پیشین گوئیاں کرتا رہتا تھا اسے اپنی موت کی خبر نہ ہوئی…‘‘۔ لیکن اشد مخالفین (مثلاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) نے اقرار کیا کہ ’’اس شہتیر کے ٹوٹ جانے کی قادیانی اپنے انجام کو سوچ کر خود پیشگوئی کرچکا تھا جو اُمّت محمدیہ پر رحم فرماکر خدا تعالیٰ نے پوری کردی‘‘۔

اسی طرح بعض معاندین آج بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضورؑ کی وفات ہیضہ کے سبب ہوئی۔ نہ جانے وہ اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کسی حدیث میں یہ ذکر تو نہیں پایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مامور یا ولی کو ہیضہ نہیں ہوسکتا مگر یہ ذکر ضرور ملتا ہے کہ ’’مبطون یعنی پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہوتا ہے‘‘۔ (بخاری)

دست کی تکلیف یا پانی کی شدید کمی کی پیچیدگی جو موت پر بھی منتج ہوسکے صرف ہیضہ میں نہیں ہوتی بلکہ بہت سے جراثیم کی وجہ سے یہ علامات ظاہر ہوسکتی ہیں بلکہ ایسی بہت سی بیماریوں میں بھی یہ مسائل ہوسکتے ہیں جن کا کسی جراثیم کے حملہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ ہر مرض کی تشخیص میں اس مرض کا Pattern بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ہیضہ کا مرض بہت زیادہ دستوں اور قَے سے شروع ہوتا ہے اور چند گھنٹوں میں بھی موت کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر مرض کی شدّت زیادہ نہ ہو یا پانی کی کمی دُور کردی جائے تو مریض بچ جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ لاہور میں ایک ماہ کے قیام کے دوران حضرت اقدسؑ کو یہ تکلیف دو تین دفعہ ہوئی تھی۔ لاہور کے بعض معززین بھی گواہ تھے کہ اسہال کی شدید تکلیف کے نتیجہ میں طبیعت علیل ہونے کی وجہ سے حضورؑ تقریر کے لئے بروقت تشریف نہ لاسکے تھے۔ پھر یہ تکلیف 25 مئی کو ہوئی۔ یہ دونوں وقت ایسے تھے جب حضورؑ پر شدید مصروفیت کا دباؤ تھا۔ دونوں مرتبہ آپؑ لیکچرز کی تیاری میں مصروف تھے۔ بدر اور الحکم کے شماروں میں یہ ذکر موجود تھا کہ حضورؑ کو اسہال کی پرانی تکلیف تھی ……باقی صفحہ نمبر 16 پر……

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا نومبر 2012ء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کا اسلام احمدیت کی صداقت کے حوالہ سے کلام شائع ہوا ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خوابِ غفلت سے نکل اب اے زمانے ہوش کر
کیوں بھٹکتا پھر رہا ہے چھوڑ کر مولیٰ کا دَر
جس کی سچائی کے ٹھہرے تھے گواہ شمس و قمر
اس مسیحِ وقت نے دی تھی خدائی یہ خبر
’’زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمین زیر و زبر‘‘

خالقِ ارض و سما کا سامنا اچھا نہیں
ہم ایماں والوں کو یوں دھتکارنا اچھا نہیں
انبیاء کو جان کر انکار کرنا اچھا نہیں
دھول محبوبِ خدا پر ڈالنا اچھا نہیں
’’جو خدا کا ہو اُسے للکارنا اچھا نہیں‘‘

عصر حاضر کا وہی جو مامن اسلام ہے
ہاتھ میں اب اس کے لوگو زندگی کا جام ہے
ہے مسیحا وہ غلام احمدؑ کہ جس کا نام ہے
جس کی تزئین و آرائش آج اس کا کام ہے
’’اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے‘‘

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

May 10, 2019 – May 16, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 10, 2019

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan: 'Ramadhan and self assessment'.
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 28.
00:55	Huzoor's (aba) Interview by LBC Radio: Recorded on January 20, 2015.
01:30	Hamara Aaqa: the life of Hazrat Ibrahim (as).
02:05	Islami Mahino Ka Ta'aruf
03:00	Tilawat: Part 5. Surah An-Nisaa.
04:00	Qur'an Sab Se Acha
04:30	Dars-ul-Quran: Qur'anic verses 157-160 of Surah Aale-Imran by Khalifatul Masih IV (ra. Recorded on February 22, 1994.
06:00	Tilawat: Part 4, episode 2. Surah Aale-Imraan, verses 145-190.
07:05	Dars-e-Ramadhan: 'importance of Darood Sharif'.
07:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 29.
08:05	Masih Hindustan Main: the book of the Promised Messiah (as).
08:45	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan: the life and character of the Holy Prophet Muhammad (SAW).
09:20	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Qur'anic verses 157-160 of Surah Aale-Imran by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) during the month of Ramadhan. Recorded on February 22, 1994.
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	LIVE Proceedings
12:00	LIVE Friday Sermon
13:00	LIVE Proceedings
13:30	Tilawat: Part 4, episode 3. Verses 191-201 of Surah Aale-Imraan and verses 1-24 of Surah An-Nisaa.
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on November 24, 2016. Part 2.
15:30	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan [R]
16:00	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
16:30	Friday Sermon: Recorded on May 10, 2019.
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:50	Tilawat: Part 5, episode 1. Surah An-Nisaa, verses 25-60.
19:45	Humanity First Conference: Rec. January 24, 2015.
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:25	Friday Sermon [R]
22:35	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan [R]
23:15	Tilawat: Part 5. Surah An-Nisaa, verses 25-60.

Saturday May 11, 2019

00:00	World News
00:25	Yassarnal Qur'an
00:45	Humanity First Conference 2015
01:45	In His Own Words
02:35	Friday Sermon
03:45	Beacon Of Truth
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 5. Surah An-Nisaa, verses 61-97.
07:05	Dars-e-Malfoozat: 'steadfastness'.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 24.
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on May 10, 2019.
11:15	Tilawat: Part 5. Surah An-Nisaa, verses 98-148.
12:15	Dars-ul-Quran: Qur'anic verses of Surah Aale-Imraan verses 158-160, by Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on February 23, 1994.
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi (as)
15:40	Hazrat Khalifatul Masih IV (ra), the fourth successor of the Promised Messiah (as).
16:00	LIVE Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Bachon Ki Dunya: Programme no 7.
18:40	Tilawat: Part 6. Surah An-Nisaa and Surah Al-Maa'idah.
19:45	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 20.
20:15	Al-Saum
20:30	International Jama'at News
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:15	Tilawat: Part 6, episode 1. Verses 149-177 of Surah An-Nisaa and verses 1-6 of Surah Al-Maa'idah.

Sunday May 12, 2019

00:15	World News
00:35	Dars-e-Malfoozat
01:00	Friday Sermon
02:10	In His Own Words
03:00	Tilawat: Part 7.
04:00	Khazain-ul-Mahdi(as)
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 6. Surah Al-Maa'idah, verses 7-44.
06:55	Dars-e-Ramadhan: 'etiquettes of the recitation of the Holy Qur'an'.
07:10	Tahir Ashrafi ke Jawabat (Part 2): news published in Pakistani newspapers against the Ahmadiyya Muslim Community. Programme no. 34.
07:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 29.
07:50	Balance
08:20	In His Own Words: the book 'The Will'.
08:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: recorded on November 26, 2017.
09:55	Aao Urdu Seekhain
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 6. Surah Al-Maa'idah, verses 45-83.
12:15	Dars-ul-Quran: verses 157-164 of Surah Al Imran from the Holy Qur'an by Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on February 24, 1994.
14:00	Shotter Shondhane: Rec. November 25, 2016.
15:00	Friday Sermon: Recorded on May 10, 2019.
16:15	Aao Urdu Seekhain [R]
16:35	Seerat-un-Nabi (SAW): the life of the Holy Prophet Muhammad (saw) about 'patience and steadfastness'.
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	World News
18:00	Beacon Of Truth: Recorded on January 27, 2019.
18:45	Tilawat: part 7.
19:50	Aao Urdu Seekhain [R]
20:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam 2017
21:05	Balance
21:35	Dars-ul-Quran [R]
23:05	Tilawat: Part 7. Surah Al-Maa'idah, verses 84-121.

Monday May 13, 2019

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan & Yassarnal Qur'an
01:05	Friday Sermon
02:15	Aao Urdu Seekhain
02:55	Tilawat: part 8. Surah Al-An'aam & Surah Al-A'raaf.
03:55	Seekers Of Treasure
04:35	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 7. Surah Al-An'aam, verses 1-61.
07:05	Dars-e-Ramadhan: 'the purification of the heart during Ramadhan'.
07:20	Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:50	Seerat-e-Rasool (SAW): a discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak. Part 1.
08:25	Physical Spiritual Deterioration
09:00	Fazeelat-e-Ramadhan
09:25	Tahir Heart Institute
10:20	Friday Sermon: Recorded on November 30, 2018.
11:20	Tilawat: Part 7. Surah Al-An'aam, verses 62-111.
12:15	Dars-ul-Quran: Quranic verse 161-164 of Aale Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) during the month of Ramadhan. Recorded on February 26, 1994.
13:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as): the life and character of the Promised Messiah (as).
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's (aba) Interview By Dutch Press: Recorded on October 05, 2015.
15:50	In His Own Words: 'Noah's Ark'.
16:30	Physical Spiritual Deterioration [R]
17:05	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:40	Tilawat: part 8. Surah Al-An'aam and Surah Al-A'raaf.
19:50	Fazeelat-e-Ramadhan [R]
20:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
20:40	Tahir Heart Institute [R]
21:30	Dars-ul-Quran [R]
22:55	The True Concept Of Khilafat
23:20	Tilawat: Part 8. Surah Al-An'aam, verses 112-151.

Tuesday May 14, 2019

00:15	World News
00:30	Al-Tarteel
01:00	Huzoor's (aba) Interview By Dutch Press 2015
01:35	In His Own Words
02:05	Physical Spiritual Deterioration
02:50	Tilawat: part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.
03:45	Ramadhan Dars-e-Hadith
04:00	Seerat-e-Rasool (SAW)
04:35	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: art 8, episode 2. Verses 152-166 of Surah Al-An'aam and verses 1-39 of Surah Al-A'raaf.
07:05	Dars-e-Ramadhan: 'Ramadhan and kindness'.
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 30.
08:00	Liqa Maal Arab: Recorded on August 1, 1996.
08:05	Story Time & Aao Kahani Sunain
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 8. Surah Al-A'raaf, verses 40-88.
12:15	Dars-ul-Quran: Quranic verse 162-164 of Surah Aale Imran, by Khalifatul Masih IV (ra). Session No 14. Recorded on February 27, 1994.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Friday Sermon: Recorded on May 10, 2019.
16:00	In His Own Words: 'The Heavenly Decree'.
16:35	Beacon Of Truth
17:20	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: Part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.
19:50	Rah-e-Huda: Recorded on May 11, 2019.
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:15	Tilawat: Part 9. Surah Al-Araaf, verses 89-148.

Wednesday May 15, 2019

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan & Yassarnal Qur'an
00:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: recorded on November 26, 2017.
01:50	Seerat-un-Nabi (SAW)
02:50	Tilawat: PART 10. Al-Anfaal and Surah At-Tawbah.
04:35	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 9. Surah Al-Araaf, verses 149-189.
07:05	Dars-e-Ramadhan: congregational prayers.
07:20	Masjid Mubarak Rabwah
07:35	Al-Tarteel: Lesson 24.
08:05	Bachon Ki Dunya: Prog. 7.
08:30	The Life Of Hazrat Usman (ra)
09:10	Hamdiyya Majlis
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 9, episode 3. Verses 190-207 of Surah Al-Araaf and verses 1-41 of Surah Al-Anfaal.
12:15	Dars-ul-Quran: Qur'anic verses of Surah Aale-Imran verses 165-167, by Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on February 28, 1994.
13:40	Masjid Mubarak Rabwah
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	LIVE Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:05	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
16:35	Bachon Ki Dunya
17:00	The Life Of Hazrat Usman (ra) [R]
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:40	Tilawat: Part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.
19:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:00	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan [R]
21:30	Dars-ul-Quran [R]
22:55	Bachon Ki Dunya [R]
23:15	Tilawat: Part 10, episode 1. Verses 42-76 of Surah Al-Anfaal and verses 1-6 of Surah At-Tawbah.

Thursday May 16, 2019

00:15	World News
00:35	In His Own Words
01:00	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
01:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
02:50	Tilawat: part 10. Al-Anfaal and Surah At-Tawbah.
03:40	Hamdiyya Majlis
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 10, episode 2. Surah At-Tawbah, verses 7-42.
07:00	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'Ramadhan - A way of spiritual progress'.
07:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 30.
08:00	Islamic Jurisprudence
08:35	Roots To Branches
09:05	Inauguration of Baitul Ikram Mosque: Recorded on February 20, 2016.
10:00	Balance
10:35	Japanese service (Ramadhan special)
11:15	Tilawat: Part 10, episode 3. Surah At-Tawbah, verses 43-93.
12:15	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah Aale-Imran verses 165- 168,by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) during the month of Ramadhan. Recorded on March 1, 1994.
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 10, 2019.
15:05	The Prophecy Of Khilafat
15:30	Persian service (Ramadhan special)
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Rishta Nata Ke Masa'il
17:20	Yassarnal Qur'an
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: part 11. Surah At-Tawbah and Surah Hud.
20:00	Friday Sermon
21:05	In His Own Words
21:40	Dars-ul-Quran [R]
23:10	Tilawat: Part 11, episode 1. Verses 94-129 of Surah At-Tawbah and verses 1-11 of Surah Yoonus.

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).*

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 26 | Friday 10 May 2019 | Issue No. 19

واقفاتِ نَو کی ذمہ داریاں

جماعت احمدیہ برطانیہ کی واقفاتِ نَو (لجنہ و ناصرات) کے سالانہ اجتماع 2019ء کے اختتامی اجلاس سے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب (فرمودہ مورخہ 6/ اپریل 2019ء بمقام طاہر ہال، مسجد بیت الفتوح مورڈن)

(اس خطاب کا اردو ترجمہ ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ آپ کو ایک مرتبہ پھر واقفاتِ نو کے نیشنل اجتماع کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ نے یہاں منعقد کیے جانے والے پروگراموں اور مقابلوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہوگا۔

آپ بھی برطانیہ میں رہنے والی دوسری لڑکیوں کی طرح اس مغربی معاشرہ میں پلی بڑھی ہیں۔ البتہ آپ ان سب سے ایک لحاظ سے مختلف ہیں اور وہ ایسے کہ آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کی آنے والی زندگی کو دین کی خاطر وقف کر دیا تھا۔ آپ کے والدین نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی خدمت اور اس کی تعلیمات کو دور دور تک پھیلانے میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کو اسلامی تعلیمات سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہنا ہے۔

ہر احمدی بلکہ حقیقت میں ہر مسلمان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کا حق ادا کرے۔ پس سب سے بنیادی چیز جس کی میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں یہ ہے کہ **آپ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کو یقینی بنائیں۔** نیز یہ کہ آپ کی نمازیں خلوص دل اور اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت سے پُر ہوں بجائے اس کے کہ محض جلدی جلدی نماز ادا کر کے سمجھ لیں کہ فرض ادا ہو گیا۔

عبادت کا حق حقیقی طور پر ادا کرنے کے لیے اس بات کو ذہن نشین کریں کہ آپ اس خدا کے سامنے جھک رہی ہیں جو سب طاقتوں کا مالک اور خوب سننے والا ہے اور یہ کہ آپ اپنے دل کی خواہشیں اور تمنائیں اس کے حضور پیش کر رہی ہیں۔ یقیناً تحریکِ وقفِ نَو کے ہر رکن بلکہ ہر مسلمان اور خدمتِ دین کے لیے زندگی وقف کرنے والے شخص کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ چنانچہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ **آپ ہمیشہ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرتی چلی جائیں۔**

دوسرا اصول جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بابرکت شکل میں ہمیں ہمیشہ قابلِ عمل رہنے والی تعلیم عطا فرمائی ہے۔ قرآن کریم کا ہر ایک حکم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن مجید چونکہ چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا اس لیے یہ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا یا یہ کہ قرآن صرف پرانے زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا تھا۔ قرآن کریم کا ہر لفظ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تھا۔

یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ قرآن عربوں پر نازل ہوا تھا اس لیے یہ صرف عربوں کے لیے ہے۔ جیسے قرآن کریم کی تعلیم عربوں کے لیے ہے ویسے ہی یہ یورپ میں رہنے والوں کے لیے بھی ہے اور امریکہ کے اور ایشیا کے اور افریقہ کے اور دنیا کے تمام علاقوں کے باشندوں کے لیے بھی ہے۔ قرآن کریم دورِ حاضر میں بھی اسی طرح موزوں (relevant) اور قابل عمل ہے جس طرح 1400 سال قبل کے زمانہ کے لیے تھا۔ پس تمام واقفاتِ نَو کو اس بات کا خیال بھی اپنے ذہنوں سے نکال دینا چاہیے کہ اسلام پرانی طرز کا مذہب ہے یا کسی بھی طرح فرسودہ ہے۔ اسلام جس طرح گذشتہ زمانہ کا مذہب ہے اسی طرح حال اور مستقبل کا بھی مذہب ہے اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

پس اسلام کو کیسی ہی تنقید اور اعتراض کا نشانہ کیوں نہ بنایا جائے اس کی وجہ سے آپ کبھی اپنے عقیدہ کے بارہ میں احساس کمتری یا شرمندگی کا شکار نہ ہوں۔ کوئی بھی ایسا اعتراض یا تنقید نہیں جس کا جواب نہ دیا جا سکتا ہو۔ **اللہ تعالیٰ نے اسلام پر کیے جانے والے ہر اعتراض کا جواب قرآنِ کریم میں ہی مہیا کر رکھا ہے، چاہے وہ غیر مسلموں کی طرف سے ہوں یا لامذہب لوگوں کی طرف سے۔**

ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ اس دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں قرآن کریم کے صحیح معانی اور تفسیر سے روشناس کروایا اور ہمیں ایسے علمی دلائل سے لیس فرمایا جن کے ذریعہ ہم اسلام پر سوال اٹھانے یا اعتراض کرنے والوں کا جواب دے سکیں۔ پس قرآن کریم کے گہرے مضامین سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ جماعت کی طرف سے شائع کی جانے والی دیگر کتب کا بھی مطالعہ کریں۔ یقیناً **اس دَور میں اپنے عقیدہ کو درست طریق پر سمجھنا اور اسلام کے خلاف جھوٹے الزامات لگانے والے لوگوں کا جواب دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفائے کرام کی کتب پڑھے بغیر ممکن نہیں۔**

آپ میں سے بہت ساری اس وقت نوجوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہیں جبکہ کئی بالغ ہو چکی ہیں اور بعض اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحبِ اولاد بھی ہیں۔ آپ کو جو کہ شعور اور بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں یہ پختہ عادت بنا لینی چاہیے کہ **آپ روزانہ کچھ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب یا تحریرات کے مطالعے کے لیے مختص کریں** کیونکہ یہ آپ کو اپنے عقیدہ کے دفاع کے لیے مناسب اور ضروری دلائل سے آراستہ کر دیں گی۔

میں کئی مرتبہ اس موضوع پر بات کر چکا ہوں کہ اسلامی تعلیمات کس طرح جامع اور دور رَس اثرات رکھتی ہیں۔ یقیناً قرآن کریم شروع سے لے کر آخر تک ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں سے لے کر وسیع تر معاشرے کے متعلق بھی تمام امور کے بارے میں علم اور ہدایت سے بھرا ہوا ہے۔

قرآن معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی گھرانے سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک ہر معاملہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام ہمیں انفرادی حقوق مثلاً بچوں کے حقوق کے بارے میں تعلیم دیتا ہے تو حکومت اور معاشرے کے افراد کے مجموعی حقوق کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تعلیمات کی تشریح فرمائی ہے تا کہ آپؑ کی جماعت کے لوگ اپنے عقیدے کو سمجھ سکیں اور ہر قسم کے جھوٹے الزامات اور تنقید کا جواب دے سکیں۔

پس آپ کو چاہیے کہ آپ ہر قسم کی ہچکچاہٹ اور خوف کو دور کر دیں اور اپنے عقیدے پر کامل یقین اور پختگی کے ساتھ قائم ہوں اور اس سے قطع نظر کہ آپ کُل وقتی طور پر جماعت کے لیے کام کر رہی ہیں یا نہیں، ان لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیں جو اسلام کی پاک تعلیمات کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔

ایک واقفۂ نَو ہونے کے ناطے یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے قول و فعل سے اسلام کی سچی اور پر امن تعلیم کی تبلیغ کریں۔ میرا ہمیشہ یہ تجربہ رہا ہے کہ اپنے آپ کو انتہائی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ خیال کرنے والے دنیادار طبقے کے سامنے جب بھی اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیم پیش کی گئی ہے تو وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

خاص طور پر دنیا میں بڑھتے ہوئے تفرقہ اور فسادات کے حل کے لیے جب ہم ان کو اسلام کی پُر امن اور صلح پسندی پر مبنی تعلیم پیش کرتے ہیں تو اس کا ان پر ایک غیر معمولی اثر ہوتا ہے۔ اسلام کی عظیم الشان تعلیم بہت سے لوگوں کے لیے انتہائی خوشگوار حیرت کا باعث ہوتی ہے۔

اس لیے مخلص احمدی بچیاں اور خواتین ہونے کے ناطے آپ کو بطور واقفاتِ نَو کبھی بھی اپنے مذہب کے بارہ میں کسی بھی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال تک بھی نہ آئے کہ آپ کا دین پرانا یا فرسودہ ہے اور جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس کے برعکس جتنا زیادہ آپ اپنے دین پر فخر کرنے والی ہوں گی، جتنا آپ اپنی زندگی اسلام کے مطابق ڈھالیں گی اتنا ہی زیادہ دوسرے آپ کی عزت کریں گے اور اس طرح آپ کا وقار بھی دنیا میں قائم ہو جائے گا۔

یقیناً کوئی اسلامی تعلیم ایسی نہیں ہے کہ جس پر عمل کی وجہ سے آپ میں احساسِ کمتری یا کسی قسم کی کوئی ……باقی صفحہ نمبر 16 پر……